Creator - Khwaja Mohd. Wazeer.

Publisher - Matba Mustafa

Date - 1263 H

Pages - 268

Subjects - Urdu Shayari - Majmua Kalaam

وَمَن یَتَوَکَّل عَلَی اللہِ فَهُوَ حَسبُهُ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف

[illegible] ملک الشعرای اردو زبان خاقانی عصر الوری دوران [illegible]

دفتر فصاحت

۱۲۶۳

باہتمام بیچیدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الرحمٰن خان خلف محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان طبع کرد

[illegible] وانتخاب [illegible]

مرحوم شہرۂ آفاق [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و نسق بغیر غوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد کا اوس نبی مختار اور اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے مطلع ظہور کی برکت سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکے کمال قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان سخن خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص احقر شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرۂ مدعا سے اوٹھاتا ہی اور کچھہ سرگذشت عمری مصنف دریا مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی ورحد

جناب اقدس الٰہی سے نے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف
المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسیم اللہ صحیفہ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت
سرآمد استادان جہان فخر زیبا دشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزا نازک
خیالی ناخدای سفینہ علم قوافی و عروض قدسیکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و
سخن نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود بزبا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ میں جمع فرمائے تھے کسی طرح حصر میں نہیں آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائیں
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس بہم پہنچائیں تو بھی ممکن نہیں کہ ایک حرف اوس
دفتر کا تحریر میں آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی میں بھی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت ونکی الاد و دمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگوں نے اونکے
نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے آجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی
آمیزش مرزایان فخر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانا حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت میں چیدہ
و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی میں ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرہ آفاق تھی استغنا اور توکل و سخاوت و وضعداری میں طاق تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انھین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذہنی فہم رتبہ شناس
اب بھی اونکی یکتائی کے معترف ہین اور جب بھی مانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بے مثل اور لاجواب تھے تو سن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہوگئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت ہوتی تھی مگر جس فرزند نے طبع کو ضرب ادھر دیتے تھے لاکھون
مضامین نور الہین بکیسر کم مشقونکی غزلونمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربی والیتامی
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان العالم
والی ملک اودھ نے کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے
بعذر علالت پای قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے انداز سے مین سو روپیہ ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک
کلیات ضخیم نتائج طبع سلیم سے مرتب ہو کر ضایع ہوچلے پھر کبھی ایسا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودونکے بے پروائی سے
رائگان فرمایا ہیانتک کہ اکثر مہینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان عظیم الاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدر شناس اہل کمال سرچشمۂ فیض و افضال آوا پسند شاہدان سخن منتخب جمعداران زمن
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبد الواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سے زیادہ
مشتاق کلام ہو کر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہنچے اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوئے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی وقت سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پہنچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آئے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلوائے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے غرض طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہے ابتدای مشق کے
شعروں سے مجکو نفرت ہے اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوئی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہے بہت کچھ موزون ہوجائے گا
انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت ندی ایفای عہد
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چنانچہ بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدہ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کر کے
گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار بیمقدار اور برگزیدۂ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ لو پہنچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دوا دوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
بر سبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش و صحف معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار بوستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو لو پہنچا اور تائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف و کلام متفرق جا بجا کے
بہم لو پہنچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق پر کہ

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہوا لحاظ رہا مناسب یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہے کہ جب اس گنجینہ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتممونکو دعائے خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری | لله الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوئے تارک دنیای دنی | قبلہ و کعبہ کونین جناب استاد
اس زمانے مین تھی بے شبہ طبیعت اونکی | خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
پختہ کار ایکو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف | ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد
کرتے تھے لاکھون ہی غزال معانی کو شکار | دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد
مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان ضخیم | اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوئی کثرت سے تلف | سرزمین شعر کی ویران ہوئی ہوکر آباد
حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی | کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد
دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری | جمع ہوجاتے ہینگے اشعار مرے حد سے زیاد
گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تھا بجا | پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد
تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین | بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد
کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینہ فیض | حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

اسی اوجھن میں پھنسا تھا کہ ہوئے شرح — [illegible]

پیر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی — لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد

پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا — کہ حقیقت میں ہیں وہ جوہر آتِ داد

الغرض محنت یکسالہ میں ہی بخوید زا — جمع دیوان ہوا دل دوستوں کا ہو گیا شاد

سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا پھر میں نے — آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد ۱۲۷۱

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم و نثر آج — ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے

جب دیکھتا ہوں ہوتی ہے تفریح بے حساب — یہ نسخہ کیمیا دوای دل دردمند ہے

حسن صفائی یوسف مضمون تو دیکھیے — بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے

عین الکمال کا بھی خطر اب ہمیں نہیں — ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے

لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر — دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے ۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ تسلیم سخن — گردید مرتب آن چہ بے مثل و نظیر

بنوشت ز کلک موج سال ترتیب — دیوان در شاہوار بحرین و زبیر ۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان — کلام غیرت گلشن ہوا جمع

رقم کر سال ترتیب اے محمد — گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع ۱۲۷۱

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب از شعرای زنده

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد الشیخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن	منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالیقدر

۱۲ھ

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زبین شعر و سخن بگذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در سخن‌وران بندی	بگر بسانده نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذشت او چو جهان نوشت سال قبول	وزیر پادشه شاعران نامی بود

۱۲

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردین	پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاه دیگر	نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان — نالہ کش خلق شد کہ ہاے وزیر
دل ہر کس کہ ہست موزون تر — پر شد از درد جانگزاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول — بسخن شاہ بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر — کہ پادشاہ منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو — قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر
رموز دان علوم ائمہ بود بجہر — کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر
بشاعران جہان برد گوی سبقت ازین — کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران — شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما در او چون شود نہ تیرہ جہان — کہ در زمانہ نماندہ نشان و نام فقیر
شہید سال وفاتش چنین نمود رقم — بشاعران زمان پادشاہ بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر — شد بچشم دوستان عالم سیاہ
مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر — ناظم ملک معانی بود آہ

ایضاً

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان — ہیں اور وہ تھے دو لوا کے شاہ کے مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر — ملک سخن ہوا ہی برباد بے وزیر

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود
بیدل و نظیر خواجه وزیر

زین جهان رفت چون بملک عدم
در غمش گشت عالمی دلگیر

صاعقه بار نالهٔ دلهاست
چشم خونبار رشک ابر مطیر

شور ماتم به برج قوس رسید
سر کشیده ست آه تا سر تیر

کلک رونق نوشت تاریخش
خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا
خسرو عهد آه خواجه وزیر

مطلع صاف اوست مطلع نور
در ضیا شعر او چو ماه منیر

خوش بیان بود و کامل هر فن
وصف او تا کجا کنم تحریر

وای صد وای زین مرقع دهر
شده پنهان بخاک آن تصویر

هجر او کرد با من آن کاری
که نیاید ز دشنه و شمشیر

جیب صبر و قرار چاک زدم
غم او گشت چون گریبان گیر

باشد کربلا چو الفت داشت
ماتمش گشت زان جناب امیر

فکر تاریخ رحلتش کردند
دست بر سر زنان صغیر و کبیر

ناگهان رونق از سپهر برین
شد ندا ارفت نزد شاه وزیر

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہاں کو ہوی شاق … خاک برسر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر

کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات … خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر زمان … بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع … زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان … دو شنبہ نشین جہان باد پاک مقام وزیر

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا … دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف

یہ سال ہجری ہجری مین لکھ اسی عشقی … گیا وزیر بھی ملک سخن کے پاس اب صد حیف

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر … در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد … آہ افسوس حیف واویلا

سال فوتش چو کردم استفسار … دوش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد … رضی اللہ عنہ یوم جزا
۱۲۷۰

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس … اس غم سی دل اے عشقی کیون چاک نہو جاے

لکھے عیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی ہے ۔۔۔ ذیقعدہ شب جمعہ بست و دوم ای ہای ۱۸۵۴

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بیمثل روزگار ۔۔۔ جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای

در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت ۔۔۔ تحریر شد سخنور کامل بمرد وای ۱۲۷۰

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین ۔۔۔ ہوش قایم نہ خاطرم برجا

شکوۂ روزگار میکردم ۔۔۔ در حوادث نشستہ سرتا پا

کہ بناگاہ از سوی افلاک ۔۔۔ تا بگوشم رسید شور بکا

متحیر شدم کہ خیر شود ۔۔۔ این دگر غلغلہ چہ شد پیدا

کہ بسمعم ندای غیب آمد ۔۔۔ ہاے خواجہ وزیر واویلا

ہوش پروازکرد از سر من ۔۔۔ غم دیگر گرفت جان مرا

گفتم ای دل ہزار افسوس ست ۔۔۔ کہ چنین کس گذشت از دنیا

شاعرے بود کز نسیم فیضش ۔۔۔ قطرہ میکرد دعوے دریا

بعد ناسخ نبود مانندش ۔۔۔ درمیان معاصرین یکتا

رخت ہستی زدار فانی بست ۔۔۔ سفری شد بسوے شہر بقا

فکر کردم بسال رحلت او ۔۔۔ بمن ارشاد کرد طبع رسا

بر سر نعش او بگو اے مہر ۔۔۔ پادشاہ سخن وزیر کجا ۱۲۷۰

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی — استاذ زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس — لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر — گئے بہر گلگشت باغ نعیم
ہوا حشر آباد شیون سے گھر — گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل — ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر — بسان سویداے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا — بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال — ہوئی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامہ نوحہ انگیز نے — ہوا کیا سخن یا الہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر — قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی — مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر — شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ — گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات　　اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر　　دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او　　ہاتف غیب ہمچو جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت بگفت　　حیف لطف سخن تمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہی　　اس سرا سے ہو گئی راہی سوی ملک بقا
تھی وزیر پادشاہ شاعران خوش خلق تھین　　انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھی آتی ہین یاد　　شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی　　ہوکے بیدل روح مجروح نے دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر　　گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے　　نہ کیوں نکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھی ناگہان　　ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات ہی دنیا سی اٹھی والد مری خواجہ وزیر　　اونکی قدم سی اب بڑھی ہی شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا ای سفیر　　باد اجل سی گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق — ہزار حیف اوٹھے اس جہان فانی سے
فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق — قلق صنعت منقوطہ مین لکھ اب تاریخ

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر — کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن — گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر — چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کے دیے تھے انھین کمال — بیشک تھی اس زمانے مین ذات انکی بے نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین — دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جب سے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال — پڑتے تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا — کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا — اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن — زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت اونکا — شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہے یہی راہ

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاه دین رسید اکمل وزیر ۱۲

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا — شاعر بی مثل و ممتاز من خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت — حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر ۱۲

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

در د اجناب خواجه وزیر استاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر ۱۲

ایضاً

جناب استاد و قبلهٔ من — نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه — نوشتم مرد شاه شاعران حیف ۱۲

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئے وزیر — شهرت تھی اس زمانے مین ونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک — باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم استاد یون لکھا — لو شاعری تمام ہوئی سب جہان کی ۱۲

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر — ذات او بود نظیر ناسخ

شد خطا سال وفاتش منقوط — خواجۂ عہد وزیر ناسخ ۱۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر — کیا کہوں دلکو ہوا صدمہ عجب

روح پر طاری غم استاد تھا — فرط غم سے ہو گیا میں جان بلب

فکر تاریخ اتنے میں پیدا ہوئی — بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب

دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا — خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سے عدم کو ہو گئے راہی — گیا ہمراہ اونکے لطف سب رنگین بیانی کا

جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو — ہوا کافور عنقا مزا شیرین زبانی کا ۱۲

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر — کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام

صدا ز روی محل آمد بسالش ای جوہر — ببزم شاہ شہیدان کنید وزیر آرام ۱۲

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — در لحد چون کرد فکر خوابگاہ

گفت جوہر در غمش سال وفات — از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲

از لالہ دھنپت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ — راہی سوئے بہشت ہوئے اس جہان سے
ہے اس الم سے وادی محشر یہ لکھنؤ — کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے
گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا — پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے
درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع — افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے
طوطی ہند شاعر بے مثل و بے بدل — واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال — تھے تنگ قافیے شعرای زمانہ کے
تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول — امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے
آگاہ علم دین سے بھی شیدای اہل بیت — زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے
پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت — بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — رفت زین دار فنا سوی جنان
از پے سال وفاتش گفت زار — بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح کی و کامل — علیم علم بیان و معنی سنگ فردوسی و نظامی
فروغ بزم سخن جو صائب کلیم ثانی وحید عالم — دریں زمانہ وزیر بودہ بدل یا سعدی نظیر جامی
حسن جو جستیم سال فوتش بہ درد و رنج و ملال ابحرا — صدای ہاتف بمن رسیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم — کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجه وزیر متین مالک ملک سخن — رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل — وای شهٔ شاعران بوده وزیر حزین

از نتیجۂ طبع مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج — راہی سوے عدم ہوے دیکھو ہین تعجب
دنیا سے اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری — طاری سخنوروں کو ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجھسے ادا ہوے — ہیہات دل کی دل مین رہین آرزو بین سب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد — فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالے پڑھ کے یہ مصراع سال فوت — ویران اہی وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خان صاحب اشرف تخلص ساکن ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجۂ ریہ — بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط — ہاے شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دار — در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود — ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجۂ ریہ — تھے وہ سر خیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا — خار ہے نظروں میں اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہے جان حزین — خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان ہے غم اے ضبط ہر — مرغ دل ہر دم ہے اس سے نالہ زن
جن کے حرف بانقط لکھ سال فوت — آہ خالی ہو گیا ملک سخن ۱۲

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے — سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خاتمہ محمد نے — وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا ۱۲

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا (۱۹ ۱۱ سمت) — کہ یکتا بود او لامثل بر ہر فن وزیر الورا (۵۴ ۴۱۸)
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل (۱۲۹۱ فصلی) — بہ ملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الورا (۱۲ ہجری)

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی — گئے یاں سے اے وای سوی جنان جب
محمد مسیحی میں تاریخ لکھو — سخندان بے مثل کیسا اوٹھا اب ۱۲

از عبدالرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر — ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی — گفت مرجع نیستش جز انا الیہ راجعون ۱۲

تمت

۱ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — ۳۰

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ دیوان کا
سر دیوان پہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کے کھینچو آئینے کے نقشہ روی جانان کا
ہے تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کی طرح کس شاہ بالک حسن نے جھانکا
ہر اک روزن بنا ہے چشم یوسف میر زندان کا

نہیں ابرو وہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
عیان ہے تخت پہ پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن فزون خط سے سوا روی جانان کا
پڑھا ہے آیہ بوسی حل ہے حسن او قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے خنجر رنگ لائی ہے
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا

گلے سے حرف باتونکی نظر آئین حیرت ہے
عیان جوہر مین شک آئینہ ہے جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن مین واہی سیوتی مین
دھوان بنکر دلائیگا نظارہ سنبلستان کا

دکھایا بے تکلف ہو کی منہ اوس حور طلعت نے
اوٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھ دکھلائی — غزال چشم سے دھوکا ہوا شیر نیستان کا
پری مدہوش ہو بیٹھی ہین کلمہ ما امین ہو ون دیوانہ — ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا
تری ہونٹونکی آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا — تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا
ہی جیسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی — چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا
نہین ہی سرمے کا دنبالہ ہی ترک آنکھ مین تیری — پھریرا سر متی ہی نشان فوج مژگان کا
ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا — لطافت سے عیان ہی تخم سیب زنخدان کا
وہ گریان ہو چہ مین یوسف دل گر پڑا اسمین — کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا
جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہرو جانہ سے ہی — مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انگو گریبان کا
رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین — کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا
دکھایا اوس نے عارض قبر عاشق کی لگی کھدنے — سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا
بنینگی ڈول ہر بازی طفلان سر گل کے — اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا
حلب کی صبح صادق کا گمان ہے اوسکی عارض پر — مسی پر لعل لب کی شبہ ہی شام بدخشان کا
بہت کچھ ٹھوکر پائی اسنی راہ خود فراموشی — دل گم گشتہ اپنی خضر ہی اپنے بیابان کا
گرا قطرہ پسینی کا جو اوس سے مخطط ہی — تلی کا جنس جان کے ساتھ یہ سیپارہ قرآن کا
ہوئی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شمع خوبان کیا کیا — گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا
فلک سے ہی وباغ اس سے ہم اپنا گدائی ہین — بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا
دل دیوانہ کی حیند سے جو زلفون مین بسر ہوگئی — لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نہ پایا بوسہ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا　　نہیں انسان کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا　　نکل آیا ہی کہا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پہ نیرا دو لنے دی ہتی جو مجکو بعد مرنیکے　　کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲　　مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس شیر روکی　　۲۳
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا　　چار جو ہر مل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا داماں یوسف کیا ہی سو ہو گیا　　کیون نہ سوزن سے کھٹکو دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکھلائیے　　خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بتونکا گر پڑے ہم سر کے بل　　آئین سجدے کی سنکر فرض سجدہ ہو گیا

در پہ اوس خورشید چشم کے جا بیٹھے ہین مثل فقیر　　آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا　　آج اور فتار جانان کار فردا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو　　میرے اوسکے درمیان غفلت کا پردہ ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح　　سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کو حیلے مین ہم بھی گھورنے کو جائینگے　　گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی　　بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق　　حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بن گیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے　　مست ہین اللہ کو جو منہ سے نکلا ہو گیا

ہو گیا وحشی گھر دیکھی جو وہ موئی تہی ذات
بڑھ گئی گردیتی وحشت پیدا ہو گیا

کیا سنایا کیا پڑھا یا اے چمن آرا مین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہو گیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھلے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلی ہو گیا

خاک مین ملجائی وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہو گیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہو
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہو گیا

خط مشکین سے تری ہر کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہو گیا

وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہو گیا

کیا نمک ہی تجھمین اے ساقی کہ پرتو سے ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہو گیا

سبزۂ عارض سے نہین لے وجاوے روح رواں
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہو گیا

ہم بغل ہونیکی ہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جھکا کے آغوش تمنا ہو گیا

۲	قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہے ای وزیر شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہو گیا	۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہو گیا

جان جائیگی دریچہ اونکا بیتا ہو گیا
شوق نظارہ مین ہر دم دم طلاجا ہو گیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہو گیا
ای حباب ابتو ترے گذر یمین دریا ہو گیا

دانت پر اپنے لگا کر دو نکی لیتی ہو گیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر دو آبا ہو گیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ہی دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریداران جنس خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوانکو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھا ہم میکشوں کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤں سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہے
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہ گیا
منہ پہ آ خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اب تو رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بار ہم کی ڈوریکا زنار اب گلی میں چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہیں
چرچے ہیں عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہے تماشاگاہ عالم کر کہوں
جسطرف گذری ہیں اک میلہ تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھوں کا میلا ہو گیا

۴	وله	۲۳
گر میان کمین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا		شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہوگیا
خشک دریا ہوگئے موقوف رونا ہوگیا		خاک ہے پانی کہان چھڑا ہاجو کا ہوگیا
ہون وہ لاغر جب کہا اونکی کف نگین ہاتھ		طائر رنگ حنا بھی رشتہ بپا ہوگیا
کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو		مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا		جامۂ تن اپچنون شبنم کا کرتا ہوگیا
وا کیا جب یار نے آتی صدا مثل صریر		خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مراقد دوتا		ہنسکے کہتی ہین بدن کیا انکا دہرا ہوگیا
آنکھ پر اک طفل کی اب اچنبون پڑنے لگی		ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین		ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا
طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ		سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا
فہمی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے		ہاتھ مین خامہ عصای دست موسیٰ ہوگیا
اپنی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین		ضعف دامنگیر ہے تصویر دیبا ہوگیا
اونکے چلنے کی صفت لکھی ہل چل پڑ گئی		قاصد اپنی قلم سے خط روانہ ہوگیا
مژدہ ایسا قی جنون خیز اونکی آئی ہے بہار		شیشۂ توبہ کو توڑ کر جام صہبا ہوگیا
دید کے قابل ہے او کبک رہی رفتار یار		ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنے رنگ پہ		ضعف سے مین زرد وہ سونے سے پیلا ہوگیا

می سینے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سی ہی جسطرح رفتار کلک
چلتی پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فریاد سی چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے پی بیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین پھوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم منکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵
کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر فقیر
پار گذرا دلکے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا
۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازیکی سائل کا
مواہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
نپوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بھی طوق منت کی بہائی سے
فلک نے بار ہی نالہ اس لیا میری سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جھینپی اوٹھایا مگر ہی نظر وسنی قدر اوسکی
ندیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
تو شکل خانۂ نقش پا ہین ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوی تصویر بھی اوسکی
کھچا ہمسے یہ کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی مے کی کمر سے خاک ہونی پر بھی الفت ہی
پڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹوں میں اپنے ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جاے عقدہ میری مشکل کا

کہوں بے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنوں اب تھک گیا ہوں پھر تو پھرین کسے ڈھونڈے
کہیں جاگے نہ پاے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کے قطروں سے آواز آئے گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں جا دوں ان حسینوں کو
کہ یاں وہ مہر کا ہے کام طے کرنا منازل کا

نکل جاتیں تڑپکر مچھلیاں دست حنائی کی
لہو بھر جاے او قاتل اگر مچھ میں بسمل کا

چرا کرتے ہیں سبزہ کھیت کا کشتوں کی جا آہو
سمجھتا ہوں میں یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
نہ ہے آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مے گل کا

زمیں بھی نکلی جاتی ہے مرے پاؤں کے نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہے وہ رحمت مجکو جسمیں رنج بھی سمجھے
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہاے مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہیں مجکو
کہ بس اک پاؤں کی لغزش ہے طے کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے میں تھاما ہاتھ قاتل کا

۶	وزیر اب سینے میں دل کی عوض کیا درد رہتا ہے کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	۲۶

نشانہ بعد مردن بھی ہا میں تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہیں ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہمیں ہیں خاک مرقد پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری میں بھی اے دل سامان ہو دماغ اپنا
گدائی بھی کریں تو لیکے کاسہ کاکل کا

گل زخم بہ نہیں اب گل بازی کا عالم ہے
نکل جاتا ہے مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پھر کسی گل کے تبسم نے
سکھایا خندۂ گل نے ہمیں نالہ عنادل کا

برائے بازی طفلاں ہیں ہم آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہوں مرنے پر یہ نقشہ ہے مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال پرساں ہو
دہان زخم سے کہنے لگیں ہم مدعا دل کا

غش آیا ہے ہمیں بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہمارے منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہے طوفاں سا طوفاں ہے
بندھے اس بحر میں مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جاناں میں باہم بسکہ نالاں تھے
مہ و خورشید پردہ ہو گیا ہم کو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہے برنگ اشک کیا غم ہے
مری افتادگی کے ہاتھ حل ہوتا ہے مشکل کا

مرے اشکوں کے دریا کا کبھی شور سنتا ہے
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہے ساحل کا

ہیں گر نقش نو یارب وہ آ کر خو بسیار وندے
مبارک ہو مجھے دشمن ترا کہنا مرے دل کا

بنی ریگ رواں خاک اپنی اور ڈھونڈھتا کیے تجھکو
نہ پہونچا بعد مردن ہم سے طے کرنا منازل کا

یونہیں ہم سا بانی غیرت لیلی کی گرد ہیں
نہیں محمل تو مضمون باندھتے ہیں محمل کا

اگر سیلاب اشکوں کا یہی گا یوں ہی اے وحشت
بنے گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصائی شادی ہیں جلوں نام اوسکی محفل کا

کسیکی جستجو میں بخت وہ آنکھوں میں آتی ہیں
تلاش یوسف گم گشتہ میں ہے قافلہ دل کا

مرے بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہے
بط مے کیوں دکھا دی اے تڑپتا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہیں جلنے میں اوسکی کفش زریں سے
قبا ہے آسمانی رخ میں عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ہے زہرہ وش ہے گر کبھی جھانکے
زیادہ چاہ کنعاں سے ہو تیرہ چاہ بابل کا

لگا لوں طوق کو بس اب گلے سے مدعا سمجھا
نہیں ہے جبہ قدموں پر مرے گرنا سلاسل کا

جھکائے ہیں کنویں تو نے فرشتے کے کہوں منہ پر
ترے چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا

کہے دیتے ہیں اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو
فلک سے ہے دماغ اندروں اپنی وحشت دل کا

مسلماں ہیں نہ تو کعبے میں کہوں سنگ اسود
تصور ساتھ ابرو کے کروں رخسار کے تل کا

۷ سبے گا نامہ بر داغ کماں ابروے دلبر اپنا
ہے خط میں وصف خال ابرو رخسار قاتل کا ۲۵

بس مرے دن بھی مشکل ہے پہونچنا تا بتک دل کا
لحد ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا

مہ نو سے کھنچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دی ہے فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنوں
کوئی مضمون جو وحشت میں لکھا لیلی کے محمل کا

تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہوں تیرے تصور میں
دکھائی آبلہ پاؤں کا میرے جلوہ محمل کا

وہ خورشید اگر پھرتے ہیں تو گردوں بھی پھرتا ہے
حسینوں کو نہیں دشوار طے کرنا منازل کا

کمال عشق میں راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہیں ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

پہنکر دکھائی جو بڑا کھیت میں کشتوں کی آ ظالم
ہرا ہو جائے پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی میں کیا ہے لطف مجنوں ہے مزہ اس میں
ترے آغوش میں عالم جو ہو آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے
دھرا رہتا ہے آگے اسکے آئینہ مرے دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین تب اہر ات دن گھڑیان
اری کافر یہ دلی پردہ ہی عقدہ ناحل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا یہی اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
ہین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر جایا اونکی ہو گئین آنکھین
تصدق کے لیے کھچوا اون وہ غل آنکھہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھہ او ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا ڈھنگ اسنے بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسین جھوکے نے
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

سپر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا مین تیغ قاتل کا

رگی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
لڑکپن ہی مین تھا خالی تسم سر سیری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور ہو وہ چشمہ شیرین
پڑے گر عکس او فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حیرت کے آگے کیا حقیقت ہی گنا ہونکی
خدایا روبرو حق کی کہان تیر ہی باطل کا

پلنس مرون بھی مین رہتا ہون نالان انکو رکھونے
بجاتے ہین پپیہا جگنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلہ مین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط نہ پہنچے کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رکھتی ہین تب وحشت جنون مین اپنے چلنے سے
پھرا دیتا ہی سر حب جنون نالہ سلاسل کا

۸	نقیری ہین و ر سیرا آگی پہ یان پاون پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش محامل کا	۲۳

گرد ہم مشق خیال خط جانان ہوگا — پھر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا
کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا — یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا
بعد مرنے کے مرے کوہی گریان ہوگا — زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا
تیرے ہاتھون مین پری تیغ و حنا جب ہوگا — طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا
حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو — ابھی وان نچوڑونگا تو طوفان ہوگا
ہاتھ جو مین گے سبھی گبر و مسلمان میرے — ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا
یار جائیگا ادھر دلسے ادھر صبر و قرار — صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا
اوسنے تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنسکر — گل شگفتہ مری قبر پہ خندان ہوگا
اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے رکھئے — ابتو درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا
چاند ہالے مین مجھے ونکو نظر آئیگا — میری آغوش مین جب مہ تابان ہوگا
شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم — وہین زخم بھی رشک گل خندان ہوگا
ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر — میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا
رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری قصد کے وقت — شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا
ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے — رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا
اور بھی قاتل عالم پہ مرے کی خلقت — کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا
ہون مین شاعر ثقلین گے مرے اعمال زبون — آپ موزون پہ مرا [illegible] عصیان ہوگا
پاؤن سو جائین گے تو خواب مین بھی آئینگے — نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میرے بدن سے جو ہین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہے گریبان سحر
کوئی اوس مین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو ہین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھنچے گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلین گے جو ہمارے اعمال
چشم تر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس ملا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجیے
کوچ آخر تو سوے ملک خموشان ہوگا

٩	ہوکے مایوس سگ یار پھرے گا جو فریہ استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا	٢٤

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈرا ہی شب ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ جلوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلف تو ہوجائیگی صلح
صاف ہوجائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئے گا کوئی
زخم تن بھی مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے بیتابانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ایصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہو حسن دو چندان ہوگا

آزما لیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہے گل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
رونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلا ہے گا یا
مورچہ چھوڑکے تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جب لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چھڑکے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نے تری کھینچین بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی وا در زندان ہوگا

روز اک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سے رہی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسے نظرون مین لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان جو بھی دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئینگی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگِ جانان ہوگا

۱۰ اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا ۲۵

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب سے کہ ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد وہ ہے یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہے جو ساغر حباب کا

پرتو سے رخ کی چاندنی ہے سطح آب کا
ہے رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہوں میں کمر کی بات
کیا ہی جواب دوں سخن لاجواب کا

اب عندلیب جائے کبوتر ہو نامہ بر
نامے میں ہمنے عطر ملا ہے گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آ گئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آ نہیں سکتے حساب میں
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہیں کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہے چاندنی جو مرے سیل اشک سے
جلوہ ہے چشم تر میں کسی ماہتاب کا

زلفیں تو سر چڑھی ہیں تری کیوں نہ بل کریں
موئے کمر کو کیا ہے سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگر مجھے پہلو میں کون دے
اشک چکیدہ ہوں کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نگے زخم کے انگور سے کھنچی
ساقی شراب میں جو مزہ ہے کباب کا

چلنے میں نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سبکرو ہو شوق سے اے توسن فلک
عالم ہلال میں ہے کسی کے رکاب کا

منظور ہے کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑوں عوض میں پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہے وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہے گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب میں لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہے جو پابوس یار کو
انداز اوڑا لیا ہے یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہان مین ہے کوئی دم یہ مے سرور
ہے ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہے ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہے ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جاے جدھر منہ ودھر پھرے
عالم ہوا ہے مجھمین گل آفتاب کا

١١ کافر ہوا ہون میکشی سے عشق بت وزیر
زنار مجھکو چاہیے موج شراب کا ١٥

اوس مہ کے منہ لگا ہے پیالہ شراب کا
ہے آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہے مرے ساتھ دشت مین
ہے اس سے اسکے پاؤن مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہے یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام ہی کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہے
اے میکشو حلال ہے پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پھرا ہے جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہے ستارہ حباب کا

ثانی تمہارے مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہے
دامان حشر نام ہے اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار ٹکتے ہین
ہی سبکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب پاتراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہوسکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۲ — بیطرح تجلی آج چمکتی ہی اے وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا — ۲۲

کب پی ہین وہ بھرکے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس در دندانکی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ روؤن مین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچا اون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سے سطرین یہ وان ہوئین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنٰی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتے کٹتی ہین وعدونکی آتین
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کردیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک وہان نغمہ سے گویا ہون مثل نے / کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا
اے مست ناز روے خطِ جام دیکھکر / آتا ہے دھیان نشہ مین خط کے جواب کا
ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب / کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا
ہمراہ دل جلون کے بہت بیکسی ہے / ہوتا ہے ساتھ خوب شراب و کباب کا
لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا / ہر سنگ غم سے پھول بنا ہے گلاب کا
اوس شہسوار کا ہے دماغ آسمان پہ / کھینچا ہے جو ہلال نے نقشہ رکاب کا
ریگ رواں کی طرح نہین خاک کو قرار / عالم وہی ہے بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن / دریا رواں ہوا مری چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری / حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا
کیا نازکی ہے نیلوفری گل سے ہونٹھ ہون / منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳ تعداد جرم کم تری رحمت ہے بیحساب / کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا ۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا / روشن ہوا تھا شب کو چراغ آفتاب کا
آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا / آنسو کے پونچھنے کو ہو دامن سحاب کا
بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا / دیکھا ہے منہ کسی نے کہان آفتاب کا
جو ایسے میرے پوچھے جو تو شک گردم کو / اے برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا
آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا / ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کو آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلو سے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسّی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُرِ دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردش مین زیر ابروِ پرخم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور رہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کہون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موج بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا

کوئی صنم مین شوق سے میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴ گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دورِ جام سے شیشہ شراب کا ۱۵

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا
ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قدِ آدم ہی
جب سراپا نے مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون لقوہ پیشہ — آنکھ کی بند گلستان دیکھا
دیکھکر پریون کے ہوش اڑتے ہین — تجسا کوئی نہین انسان دیکھا
پہلے ہی مرگئے ہم خوب ہوا — نہ غم رحلت یاران دیکھا
لینے لینے ترے بال آگئے یاد — جبکہ طول شب ہجران دیکھا
کی نگہ چشم فنا سے جس دم — اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا
بادشاہی کی تمنا نہ ہی — جب سوے گور غریبان دیکھا
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا — خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا
یاد زندان مین ہی کیا دل بیتاب — ہمنے گو ہر کو بھی غلطان دیکھا
تجھے ای صبح وطن ہو کے جدا — صدمۂ شام غریبان دیکھا
ایک ہی جھٹکے مین ای وحشت جنون — پاس دامن کے گریبان دیکھا
اپنے جامے سے ہوا وہ باہر — جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۲۱	گر پڑی بجلی جو ہم ترپے وزیر روئے تو ابر کو گریان دیکھا ‡	۱۵

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا — گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا
جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا — کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا
طوق آہن مجھ سے اک حلقۂ زر ہوگیا — سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا
غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا — بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سرو قد | جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے | ایجنون مین اپنے ہی جامے سی باہر ہوگیا

خندۂ دندان نما کر تارے آجائین نظر | شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہوگیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پر شکر ہے | یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا

نالۂ دل صور ہے خورشید محشر داغ ہے | صاف اب روز جدائی روز محشر ہوگیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین | مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابروے خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریای حسن | کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا | فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکھکے خط ایسا مین رویا کے پونہچا یار تک | نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہی مے سے کام | بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا

لکھی دیوان مین جو اوس مہ مخطط کی صفت | صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا مین شوق مین | قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا | گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال | پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لکھ گیا جس سطر مین تیرے در دندان کا وصف | دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس پر ابرو کے صدقے مین جو طائر چھٹا | ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہوگیا

پاؤن پر چٹکے سے میرے ایذا ہوئی ایسی وزیر

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھ اوس کے سف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یار سے کہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی جو رہا غبانسے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیونمین تو اوڑا دینا نہ اے دست جنون
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہے تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو اے آسمان ہو جائیگا

گر زمین سے ہوگیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

جل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کردیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمارے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھ اوٹھایا دشت پیمائیکا لطف
اب جو مین ٹھہرا ابھی تو سایہ روان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے مین مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو مین شبکو گر روشن ہوی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ و پے مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمھارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو پہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سیہ کاری سے آونگا فرشتون کو نظر		شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جائیگا
۱۷	یاد گیسو کی رولائیگی چمن مین ای وزیر سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہو جائیگا	۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا	دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جائیگا
سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جائیگا	جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہو جائیگا
خاک میری لے اڑا گر اوس سہی سرو کیطرف	باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جائیگا
دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان	اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جائیگا
مہربان ہی مجھپہ نامہربانی سے تری	دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا
تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد	ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جائیگا
یار ہی نازک مزاج اور مین ہمہ تن غم کیا کہون	مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جائیگا
ڈر ہی ہجر آج قاتل سے نہو قطع سخن	ٹانکے لگ کر زخم میرا بے زبان ہو جائیگا
گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا	میرے نامے پر گمان استخوان ہو جائیگا
خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب	پردہ غفلت یقین ہی درمیان ہو جائیگا
نکلے مستی وہ جائے گا کھوٹا پان کا	آگ لگ جائیگی بعد اول دھوان ہو جائیگا
صادقون ہی وعدہ دیدار اگر جھوٹا کیا	صبح کاذب کا تری ہر صبح پر گمان ہو جائیگا
باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا	یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہو جائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوسدم ای وزیر

۱۳	مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا	۱۸

رخ سے سر کی لٹ ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان نگ اختر اوڑ گیا

پہنایا شوق کو مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

اے دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہے یار
گھر مین کیون آتا ہے پھر کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوہ جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین بیتاب کہدتی ہے مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکبارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوؤن کو ساتھ دم نکلا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صاف آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جو ہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش ہو سکا
طرفہ اک طوطی تمہارے قابو مین آ کر اوڑ گیا

کس کی رو سے حیرت افزا ہے آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدہ تر اوڑ گیا

سینہ و دل کی جدائی کا سبب پوچھین آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۸	بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہے اے وزیر کیا دل بیتاب تیر آسمان پر اوڑ گیا	۱۹

سر مرا کاٹ کے پچتائیے گا
کس کی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتھون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمایئے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آیئے گا

کرکے اثبات دہن کہیے وصف
دیکھیے منہ کی ابھی کھایئے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہے
بوسہ اک دیجیے دس پایئے گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑایئے گا

مردم چشم سے آتی جو حجاب
آنکھ کے پردے مین چھپ جایئے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہے
ادھر ای دست جنون آیئے گا

کہکے پاؤن سے چلے یار کے گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی
دربدر کیا مجھے پھروایئے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ
جھوٹے موتی کسے دکھلایئے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بھر کے اشک آنکھ مین پی جایئے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہے مزا
ہنسے قرآن پہ اوٹھوایئے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا

ہنسے یوسف جو کہا کیون بکتے
مول لیگا کوئی بک جایئے گا

حضرت کعبہ جو بن جایئے عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

۲۰ | ہم بھی آ نکلین گے مسجد مین وزیر
خشت خم لیکے جو بنوایئے گا | ۱۴

مثل خورشید ہی اے گل یہ تن سرخ ترا
کیوں نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اوڑ جاتا ہے
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب میں دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اسیر
خط سے سبز نہیں ہے ذقن سرخ ترا

دست گلگوں نہیں جسطرح حنا کی محتاج
یونہیں بیکار ہے یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھہ سکتے نہیں اس در سے کبھی بھر کے نظر
کہیں بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو ہم اے سوفا
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سے نظر آتی ہے
لطف رکھتا ہے عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشاں ہے خیال خط مشکین ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہیں خورشید سے روشن ہے تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیوں سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہے کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱ خونفشاں چشم ہے کس گل تصور میں وزیر
رشک برگ گل تر ہے کفن سرخ ترا ۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا میں دردمند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دشمن خود پسند ہوا

لکھا اسیرون کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھینچ گیا میں بھی
تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پہنچہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدا ہی بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

بہ زور آتش رنگ حنائے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ میں مقبول اپنے صانع کا
وہ آئینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر میں تو نے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہرخند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہوکے اوسنے پیسے جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری میں قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہو خالق ایک ہی اور بت اپنی قسمت ہے
تو بے نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

۲۴	مری غزل کی صفت کر کے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا	۲۲

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے مین کی عجز پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی
دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس لعل یار
سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا
فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے
کہ میرے سائے پہ بھی شبہۂ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن
فرشتہ جو تھا دل آخر کنوئین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

ترے ہی ہے آہ اسیرون کی دیکھ او چھیلا
تو اپنے گیسوؤن سے بستۂ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھونکو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دلسے مرے آج رنج عریانی
کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

پہنے ہین صورت دامن یہ زخم دو مندا
گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دم مین
پری کیطرح سے شیشے مین آپ بند ہوا

جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا

کرے غرور نہ طاعت پہ کہدو زاہد سے
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہونچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگے دیکھیے ای طفل کیا پڑھائیگا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا

ہدیہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا
اک استخوان تھا سو وہ بھی اوسکے ناپسند ہوا

۲۳
جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے وزیر
جنون مین سنگ سے یہ چور بند بند ہوا
۱۹

حسرت ای جان کہ ہو دلبر سے دل زار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہے بیمار جدا

در پہ قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوئے تلوار جدا

چشم سے چشم بنی ہے جو یہ دلدار جدا
چاہیے تنہا ہے بیمار سے بیمار جدا

ہے یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہے آمرزش پہ
کبر زاہد ہے جدا اور گنہگار جدا

تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ دیا
ابھی سر کٹنے کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آ گیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتو نسی جو چھوڑ نہین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کرو یتی ہی گفتار جدا

ایسا تیرا دہنے لگا یا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سو فار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایہ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکھہ
صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر وننے ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکھہ کے ڈوریکی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اپنی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہے اور ساتھہ ہے
ونکو بھی ہجر کی شب مجھسے نہین یار جدا

میری آنکھو نمین شب و روز پھر اکرتی ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر نہو ن تنہا ر جدا

۲۴	ای وزیر اسپہ ہی اب تمکمک تجھی شاہ کہ محمد سے نہین حیدر کرار جدا	۱۸

مر ہی جاسے جو ہو گیسو دلدار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سے کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک روان قفص مین ان پار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیمار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جس دم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھ تڑپتے جائین
نہوں قدموں سے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہے تہ کچھ زلف نہیں ای شانے
انگلیاں چھوتی ہی ہوجائینگی دو چار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونوں سے ہیں تیرے طلبگار جدا

ہوں میں وہ ہجر نصیب آکے جو بیٹھوں کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

بارڈھ بندوق کی ہے قلقل مینا مجھکو
موج مے ابر میں دکھلاتی ہے تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ
استخوان سے نہیں اب زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤں گل داغ فراق گلشن
ہوں وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنیں دیکھیں جو روے قاتل
بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبہ شوق شہادت مرا دیکھے ای قاتل
ہوگئی میان سے از خود تری تلوار جدا

مار ڈالے ہزاروں کو نہوا اوس سے گزند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤں تو حسد سے مجھے بیان کھور
انکھیں دکھلانے لگیں در سے دیوار جدا

ہو وہ دلچسپ تن یار کہ اوترے نہ قبا
تار سے جیب تلک اوسکا نہو تار جدا

٢٥ | حشر کے دن بھی تمہی لطف ہے اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا | ٢٥

مرگیا لیکن نہ ہیں منت کش گردون ہوا
خاک سے پیدا ہوا اور خاک میں مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف میں موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر روئی زلف کا سودا ہمین افزون ہوا — حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا — آہ قمری مر گئی بلبل کا دل پر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا — ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سو طرح کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا — اہی جنون خار بیابان کا نہ ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ — ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اڑ سکتا نہین — طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ بنی — دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مر جا پھر تو بیڑا پار ہی — جسم جب بیجان ہو کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت — دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سی دفن اوسنے کیا — حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب — گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع سان جلتی ہین خار — دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا — ضعف میرا حسن تیرا اونگے دون افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے — فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین — جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین بنا ہین ہم — سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابرو ہی قاتل ہی رخ مژگان تمام — یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس تیور الٹی چشم رقیب
آج اے تاثیر وحشت مین ترا مضمون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدونکو اوس نے اوٹھایا سلیکر
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہوکے ناموزون ہوا

عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ نہین ہین سیکڑون ہی بیتین کہ ڈالین فرد زیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب آنکھون سے جاری خون ہوا
شہسوار رو چلو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پرخون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

اونگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو نہین وہ مجنون اس سے طے مرا ہامون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر ہین جسم و دل ہون چھپکی ٹوٹی ہین خار
آبلہ سر ایک شکل دیدہ پرخون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب دشت کا اپنی گذر
ماہ نو کا ٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پہ ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہر وار گون خورشید بھی ہی واژگون
نکلے ہین دو خال بالاے لب میگون یا
وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا
حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
سرخ مو باف اوسنے ڈالا الف مین ہم مگر
مر گئے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
گل کھلاتی ہین مری وحشت نئے دیکھو عجب
خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین
آگیا اوس مہوش کے رخ پہ گرمی سے عرق
پاؤن پڑنے پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین

کسنے پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا
رتبہ مے سے دو بالا رتبہ افیون ہوا
ساقیا شکل بط مے طایر مضمون ہوا
طایر رنگ پریدہ طایر مضمون ہوا
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا
یہ زر داغ جنون گنجینہ قارون ہوا
صاد کے قابل ہے یہ تحریر اوس سے زون ہوا
سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا
چشمہ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا
گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷

ہو گیا لبریز مے اعجاز ساقی سے وزیر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
خوش نگاہون سے مجھکو کار رہا
طوق و زنجیر تھی طفلی مین
سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک

عین غفلت مین ہوشیار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا
خاطر یار ہی پہ بار رہا

سٹھن گئی جب کہ تو نہ آئیگا
موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہمارے مدفن پہ
دل کے داغون کا یادگار رہا

ہون وہ گریان کہ میری تربت پہ
مدتون ابر اشکبار رہا

سر جھکائے رہا سدا گردون
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
مین تو وحشت مین باوقار رہا

شعلہ رخسار آئے راتون کو
یون چراغان سر مزار رہا

صورت گرد باد گرد پھرا
ہوکے خاک اوسپہ مین نثار رہا

اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے
درد پہلو مین یادگار رہا

چلے ٹھکرا کے میری تربت کو
خاک سے بھی مری غبار رہا

ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے
دو قدم جب مرا مزار رہا

٢٠	چشم میگون کا مست تھا جو وزیر ایک مدت تلک خمار رہا	٢٨

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوؤن مین شام کا
طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا

وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا

مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا
ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادہ گلفام کا
ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نے ہمارے منہ کیا شام کا
یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقیِ گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑگیا مینا بھی رنگ جام کا

ساتھ اوسکی مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہون زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ دھوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا پتھر سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
باڑھ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہو پتہ یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت مین حال میرا بس
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۶	اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا	۲۵

ساغر بنا جو جسم مین گرد ملال کا
شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا ہے پھندا جو بال کا
پھنس جاے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑگیا ہی ہماے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مرادون وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مرتے جیسے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے دردندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب ڈالکر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھاکے جو دیوانہ کردیا
پہنا دو طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نہ لے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے رخ سے نور خوف
پر تو فگن نہین یہ جو ہی چاند ڈھال کا

پونہچا مین کیا ہی کہات سی دندان یار تک | کاہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم | انداز اوڑایا ہے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا | شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین بھونچال ہی رہا | مضمون بند ہوگیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے ہیجا ہین یا نصیب | لوٹے اوگالدان مزا اوسی وگال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور | روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳۴ | برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جدا ای وزیر
کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا | ۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا | بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان لبکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا | مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل | اہی گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپاتین کہ ہوا بھی نہ لگے | شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرای قیامت ہو یہ وحشت و | کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین | صرف فانوس ہو پھٹ جاے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی | دوست ہی کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو سرکہا | غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن | جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو	دوست سے اپنے لڑا تا ہو نہین دشمن اپنا
خشک آنسو ہوئے ہین تو اب عشق نہین	مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا
ہاتھہ دکھلاکے یہ بولا وہ مسلمان اوہ	ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا
جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری صلح چشم	بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا
دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین	پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا
ہنس اُن ہین بیٹھتے تھے سن سنکے وہ لا پڑہ گوش	اتنے ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

٣١	آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا	٢٣

مری وحشت سی عالم محفل ہی مین صحرا کا	ٹپک کر مہر کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا
ہمین ہو وہ ہی تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا	ہوا زنجیر کے حلقو مین عالم چشم بینا کا
قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہی سر کو قدمون پر	گل دستار وحشت ہین بنا گھٹنا کف پا کا
ہوئی مستی مین جو اپنا گذر گلشن مین ایسا ہی	ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا
کسی شوخ چشم کا وحشی ہون صحرا ہی پہرا کرون	پیالہ ہو وے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا
گلے سے سرخی پان جو ریت مین جو نظر آئی	ہوا رشک ہم شیشو نکو گردن ساقی مینا کا
پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ	کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض سے شیدا کا
صراحی وار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہی	برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا
اوڑا دین دھجیان ہمنے تو اپنے جیب و دامن کی	اجازت دو جنون ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر و نہین
بڑا مضمون ہی اے چشم تر اشکون کی دریا کا

بہا ایسا ہی چمن تلووں سے اپنی خار چبھ چبھ کر
برنگ دامن گل اب جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل بنا ہوا اس گلشن مین ای بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کر کے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت ہین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہی منظور شاید آج عنقا کا

اب آ ای آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
مثال بان ہی پنبہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سی ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ مین جامی عصا شیشہ ہی صہبا کا

پر عنقا سے ہین او وہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین پیدا ہی پر عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری پشت گردی سے
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ آبلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا سر ہوا اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجھسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

۳۲	وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا	۱۹

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمھین کیا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

ہی قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہو گیا

فرش آلی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہو گیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیرا کبوتر بھی ہمرا ہو گیا

چھوٹتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون با صبا ہو گیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہو گیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہو گیا

وصل ہو جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہو گیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہو گیا

لیکے پہونچ کشتی می ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہو گیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہو گیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہو گیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہو گیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہو گیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہو گیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہو گیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

٩	صفت مین انگشت نما ہو گیا	٣٣

آنکھون مین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا
نظرون مین تولنے کے سزاوار ہو گیا

بہ وجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
بے جرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جھانک سے بیزار ہو گیا
روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا

آنکھین لڑائین تو نے مین بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا

رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر مین
نزدیک دوربین سے دلدار ہو گیا

برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا

بیٹھی چھری سے تو نے بنایا اگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی مین پائے ساقی بیہوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا

کرنے لگا ہے شکوۂ جور و جفائے یار
دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہو گیا

٩	ولہ	٣٤

ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

آنکھ سے رو بال سر کا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کھل گیا

تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن
یا تو نہین یا تو نہین عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پہ منہ تمھارا کھل گیا

تھا قلمبند اپنی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بر
بوسے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵ — وله — ۲۴

نیمچہ سر تک پہونچکر تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان و ران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوڑی آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول مین بلبل بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روئے تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسہ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہے ہمین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی
گرتے گرتے لامکان اپنا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

سخت جانی سے چھٹریں چنگاریاں ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملکے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا ڈر گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیوں نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سایہ سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہاں
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھکے سر ہونے لگا

زور عریاں ہوں اگر دیکھے کوئی عریاں نہیں
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھا ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دل میں گھر ہونے لگا

خاک میں ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرتا ہوں میں کسکے طلائی رنگ کا
کلیاں کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو کے اشارے کیسے ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

پڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفوں کا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦	جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت وزیر موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا	٢٠

خط سے پنہاں عارض شکل قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کے پرزے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہے مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہے شاخ سبز سے
ابرو جھککر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہوں
حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہو دہن
بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
بلبلوں نے آنکھ ڈالی ہی رگ گل جانکر
دو ہی باتوں میں ہوے وہ دہن میں بے زبان
پیار کسکو تیری آنکھوں پر بھلا آتا نہیں
ہی رواں ہر ایک عنصر اپنے مرکز کی طرف
خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
تجھسے لڑکر ہم جو آئے باغ میں ای جنگجو
اب کوئی رستا بھٹکتے ہیں ہم ای خضر اجل
کرتے ہیں ہر روز گلگشت ریاض کو ہی یا
تنگنائی دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
جب پڑا وحشت میں عکس گوہر آبلہ

آبلوں سے پاؤں اب دست درافشاں بن گئے

قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا
نیمچہ یوں دست قاتل میں سپر ہونے لگا
ٹیکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا
پہلی منزل میں جدا ہمسفر ہونے لگا
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا
شاخ پر زخم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا
جادۂ راہ عدم موئے کمر ہونے لگا
جیتے جی فردوس میں اپنا گذر ہونے لگا
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

۳۷	ہو گئے تیمور پا سے حرص جب توڑا وزیر ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا	۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا
زنار بڑھکے جامۂ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہوگیا
دور پیالۂ گل بادام ہوگیا

کیا بنگیا بگڑکے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہوگیا

شیشہ کہان ہے دل کا جو پتھر اوکرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہوگیا

ہے آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہے
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہوگیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکے عشق مین
بادام گھلکے روغن بادام ہوگیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلو سے شیشہ خط جام ہوگیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا بے نقط سناتا ہے تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

کرتا ہے مچھلیون کی عوض صید تیونکو
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہوگیا

سچ کہتے ہو کہ ہین رگ جان سے قریب ہو
تم روح بنگئے تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف شے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہوگیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد رودیے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہوگیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد ہیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوئے آپ پے دہن | گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہوگیا
راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا | درکار اب بھی جامۂ احرام ہوگیا

۳۸ | کیا جلد آیا ہجر مین دو دن نقد جان و زیر
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا | ۲۳

سودائے عشق بادۂ گلفام ہوگیا | گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا
موقوف دور گردش ایام ہوگیا | روز سیاہ زلف سے شام ہوگیا
رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار | آرام دل بنا تو دل آرام ہوگیا
مژگان پہ آگئے ہین مگر اشکہائے گرم | خمخانہ چشم تر کا جو حمام ہوگیا
ساقی نے دی شراب تو کوتاہی آستین کی | شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا
طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی | مین اسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا | دانے سے کی جو تسبو بنا دام ہوگیا
صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن | خط پھول سے عذار پہ گلدام ہوگیا
درد فراق نے ہمین بار آلو کہتے ہین | کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا
رتبہ بڑھایا آپ کے قصر بلند کا | جھککر فلک کلاہ سر بام ہوگیا
ہذیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب | نکلا مرا بخار او سے سرسام ہوگیا
دل شاد ہے تری عرق آلو زلف مین | مچھلی کو موج آب نگہ دام ہوگیا
اہ روح دیکھ صنعت پروردگار کو | مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی کمر کہ جو مستون کی زاہد بہک گیا — پانی بھر آیا منہ مین مے آشام ہو گیا
اوس گل نے منہ لگایا تو بوسے کیواسطے — شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا
کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم — اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا
آنسو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین — لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا
دل سے تو اونکو دور ہین بیٹھے ہین گو قریب — جو رو برو سخن ہوا پیغام ہو گیا
دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے — پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا
پیری مین او جوان ہوئی امید یہ قطع — تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہو گیا
چلتی ہے کفر و دین کی شراب و آتش — کیا جانے کون ساقی گلفام ہو گیا
سیکھا آب و نار و خاک و ہوا سے بلا تو — اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو وزیر مرا نام ہو گیا	٩

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا — مدد اے خضر بیابان بلا
مستعد زلف مری رنج پہ ہے — ہے مہیا سر و سامان بلا
مر گیا گیسو پرپیچ مین دل — چھٹ گیا قید ہے زندان بلا
ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان — کیا ہی پھولا ہے گلستان بلا
بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی — ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا
اونچی چوٹی ہے غضب اے یم حسن — کیا ہی اوٹھا ہے یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین	ہی چراغ تہِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق سینہ ہی زلف	ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ	ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰ **ولہ** ۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا چھالا	گرداب بنا چشمۂ سیماب کا چھالا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا چھالا	رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا چھالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا چھالا	ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا چھالا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا چھالا	اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا چھالا
چلکے مین ہی زخم دل بیتاب کا چھالا	کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا چھالا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا	لو پھٹ گیا داغ دل بیتاب کا چھالا
گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے	سچ لام کا چھالا ہی نہ کمخاب کا چھالا
پرتو ترے عارض کا چمن مین ہی گلگشت	ہی داغ دل لالۂ شاداب کا چھالا
قاتل کی صفت کرتی ہی ہنسکے دہن زخم	کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا چھالا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی	چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا چھالا
پھوڑے کی طرح پھوٹ بہین اور بھی آنکھین	رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا چھالا
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے	اس غنچۂ مینائے مئے ناب کا چھالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا	درکار ہوا مرہم نایاب کا چھالا

چار آنکھیں ہوتیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی ہیاں دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت بھی مشہور ہوا ہے
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر میں
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہے رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہے گویا کہ یک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہیں تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہے چراغ شب ہجران
رکھدو پہ پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوتری جو مرے زخم سے تو لی اوڑھ بلبل
ہمرنگ ہے برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوے پرتاب کا پھاہا

حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم سے لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانکے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مُہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے میں بھی نقش قدم ہے
اوٹھتا نہیں جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہوں طلب بوسۂ لب میں
رکھدے ہے کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل جوشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑادی
پردا اٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا لو نچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

۱۴	آتین نہ وزیرا وسکو نظر چشم دل زار بنجاسے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا	۲۳

جو پہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابروے قاتل سے منہ پہ پانی تیغ
جو بیٹھہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ وزاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدہ کا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچی کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مرے سینے میں مثل دل شیشی
تمھارے محتسبو ہاتھہ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون مرنے
زبان جو بند ہوئی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے لگ گئی تعزیہ
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کے شیر سلاتی ہے طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہے سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائے پینے پیار سے ہاتھہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی شفاؤن کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوے درختو نمین گلبرگ سارے پتے سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا — سحر کو آنہ حشر و برپا آیا
نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست — پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا
خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ابت — بجا ہی روح ہمارے بدنین کو آیا
جلایا طور کو جسنے وہی گری تجلی — کدھر سے شعلہ آواز گفتگو آیا
دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ ہو جاہی — تماشا دیکھنے میرا وہ ماہرو آیا
نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا ابھی آنکھ دکھا — مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا
نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے دھولے — یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا
٤٢ برہمنو جو بھی کفر تازہ ہی — وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا ٩

خط سیہ کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا — غمزہ تجھے سیب ذقن بیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی — آہو شکار کرکے مجھے شیر ہو گیا
زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین — لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
بڑھ جائیگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل — نیمچہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا
یہ کفر جو آستین سے لو پہنچا ہی کوس تک — ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا
آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے — دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا
جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان — قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش رہ — مجھ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہے دھوکے کی ٹٹی دار لبست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہے گردش افلاک کا
منتظر ہے شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہے خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہے مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہے پہننا بالکجی پوشاک کا
ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اوترے جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس بالکجی پوشاک کا
خوب ہو جاتی سفیدامی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت میں نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھ میں دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہے کہیں تہ ہو کم پوشاک کا

کون ساقی ہے مے غم سے جو ہوتا ہے سرور
ہاتھ میں کس کے ہے ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامنوں سے لپٹ کر ہمنے جو فریاد کی
ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا تاک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہے صحرائے وحشت ناک کا

جسم کو جنبش نہیں ہوتی ہے بے تحریک روح
پاؤں سے آگے چلتا ہے یہ کب خاک کا

زہر کھائیں گل چمن میں خال جانان دیکھکر
داغ میں لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴	ای وزیر او نکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان جو مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہوش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا

تمھاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہین پسینے مین اب ای جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے مرے اشک
ستارے آ کے نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوے
تم نیک سہی سہارا زمانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سے جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

بلا ہون دامن صحرا ہی بیقرار ہی مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

ولہ

سیکشی پر مستعد اہی بت جو تو ہو جاہی گا
سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جاہی گا

وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جاہی گا

ولہ

حسن یوسف سے فزون تر ہی رسول اللہ کا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا

ولہ

خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا
پیشتر گرنے سے اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا

ولہ

چھپ گیا دوستی کے پردے مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا

جا لگے گور کے کنارے ہم
کوچ کی ٹھہری پا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے
دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانے سے اوٹھا

۴۵	ردیف بای موحدہ	۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنواتین لب خاموش نے
ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب

بے نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض
وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب

تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے
مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھہ سے بات اگر کرتے نہین ۔ دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بے زبان ۔ یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا ۔ ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو بھاندکو رقد ۔ ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے ۔ دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر ۔ مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل ۔ پر نہ قاصد لیکے کچھہ آیا جواب

۴۶ سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے ۔ ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب ۱۲

آتے ہو ہمیہ کرنے کو بیداد یا نصیب ۔ بھولے ہو ونکو یونہین کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئی ۔ ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھنچ سکی مجھہ ناتوان کی ۔ گلہ گیر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہم تو کسی سرو کے بغیر ۔ دیکھین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا ۔ ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

اندامین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین ۔ رگ رگ گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو ۔ ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اڑا دیا ۔ ہمت جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

۱۲۶۱۱۳

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہے بند آنکھوں کو جلاد یا نصیب

دل یار سے لگاتے ہی نظروں سے گر گئے
کیا اپنے عشق کی ہے یہ افتاد یا نصیب

بھولی نہیں اجل کسی عاشق کو ہجر مین
مرا وہ سکو اک ہمین شب ہے یاد یا نصیب

۴۷ واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب ۹

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچھ آسمان پر ہے دماغ آفتاب

گر کہون مین رات کو کسجا ملوگے تو کہے
ہے وہ نادان شکو جو پوچھے سراغ آفتاب

شمع رو ہو یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجھ جائے چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون ام
ساغر مہ آنکھون کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سے ذرا دکھلا دو عارض کی چمک
یہ وہ شب ہے جسمین روشن ہے چراغ آفتاب

سیر کرتا ہے دل پرداغ کی وہ رشک مہر
ہے بجا کہیے اگر اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہے رات پیشانی ہے صبح
قد ہے شمع ماہتاب رخ چراغ آفتاب

خط کے بڑھنے سے نکل آئے ہین یون رخسار صاف
ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہے کیا عشق رخ جانان وزیر
دسکے داغون کیطرح روشن ہے چراغ آفتاب

کر دیگا دید سے قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرے عزم سفر خواب
مری آنکھون نے پائی نظر خواب

عبث چھوا ترے گیسوی عنبریں کا سانپ — ہوا ہے ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن میں دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم — سفید ہو گیا پیچان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو بنا کے کرتے کھائی وہ زلف — صدای ذکی طرف آے ہو کہیں کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار — پیے گا شیر سحر سے جبین کا سانپ

نہیں ہے روی عرقناک پر وہ مشکیں زلف — یہ اوس چاٹنے نکلا ہے ملک چین کا سانپ

خیال زلف میں رو کر جو اشک پونچھے ہیں — ہے آستیں کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہارے آئینہ رخ پہ زلف مشکیں ہے — حلب میں بہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکے میں جب زلف میں در گوش — اگل رہا ہے یہ مہن زلف عنبریں کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف قہر آئیگا — ابھی ہے کینچلی میں جعد عنبریں کا سانپ

دبا کے ہونٹوں میں گیسو نا سر پہ لے — بجا ہی شیر پہ عادی ہے انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہیں دونگا بوسہ کاکل — تو موج خندہ لب ہو گئے نہیں کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ میں لو — چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکار بڑھ کے فنی ہو — طلسم حسن بنا دے نہیں نہیں کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہیں نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزوں کہیں ہیں حسن میں شمس و قمر سے آپ — آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

۴۹	ردیف تای فوقانی	۱۳

دیکھین گر سرو قد یار درخت
گڑین قدمون پہ سایہ دار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت
اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا
گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے اے سرو
تا کہون ہی یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہو ترے نگینے مین
سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے
نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا
ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے
ای جنون کیا ہون بار دار درخت

سرو صدقے مین ہوگیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے
جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰	ولہ	۵

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ہی فرصت
ہجوم بوسہ لب نے ندی اک بات کی فرصت

قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑکے خاک اپنی
پس مدفن جو دیتی ناتوانی ہی یہی فرصت

بنی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی / فلک نے خاک چھانی نہ مرنے پر بھی فرصت
مدام کاروان ہوش گم ہوں مثل یوسف مین / نہیں دیتی ہے مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
نہیں ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا / ہوئی بیکار اب دست جنون کو ہوگئی فرصت

۵۱ — ولہ — ۵

تنگی دہن سے ہو اڑی بات / چھوٹا سا ہے منہ ترا بڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہے / لب تک آکر پھسل پڑی ہی بات
مطلب پہ اگر زبان دو تم / ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے / ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
ہیں پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان / موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے اپنی ہے زاہد کسکو سودائے بہشت / ہم برنگ بلبل ع دے ڈالیں ہاتھ آئے بہشت
جاؤں دوزخ کو نہ لوں احسان دربان بہشت / ولہ / کچھ جہنم کا نہیں مالک ہے رضوان بہشت

۵۲ — ردیف ثای مثلثہ — ۱۹

بھولے تم حرف وفا کیا باعث / ہائے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث / ہوئی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کس مسلمان کو بتو قتل کیا / کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
ہے خدا اور رگ جان سے بھی قریب / کیوں وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی
سر مرا ابھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آ پہنچا
وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یار اوسے کچھ غیرون نے
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ ہما
اوٹھہ گئی شرم و حیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
سب مین نظرون سے گرا کیا باعث

الجھنون وحشت مین کا سودا نے مجھے
پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسے گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۳	ردیف جیم عربی	۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی اشک تو آج

ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا ہی مین
لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا اسے قیامت
دکھاوے [illegible] بس چلے تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے
ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کے جانے سے پہلے
اجل رکھلے ہماری آبرو آج

گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے
ہوے نادم دکھا کروہ گلو آج

جدائی ہوگئی ای دوست تجسے
برآئی دشمنون کی آرزو آج

پہونچ جائے مرا سرپاے خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سے
خبر لیناسگ دلدار تو آج

تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

نہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا
نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سے کس گل نے روندا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا
زیادہ گل سے ہی درد گلو آج

نہ بھولون گا جو فردا اسے قیامت
دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

ترے کوچے کی شاید راہ بھولی
صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈ لینگے
پڑی ہی ہمسکو اپنی جستجو آج

۵۴	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۹

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج
نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہو مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیوں روے شب تار کا آج

بیڑیاں پاؤں پڑیں طوق گلے سے لپٹا
اے جنوں کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہیں جوانان چمن باغ کی دیوار و در پہ
لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہی گی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا نہیں خوف ہمیں
کیوں اوترا نہیں سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہی زخم بنا درہم دل پر ہی ترک
ملک دل پر ہی قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۳

زندہ در گور ابتو ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی جسمیں آیا ترے آنے سے اے آرام روح
اب نہیں ہی رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین جان
میٹھی لوٹی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہاں آئینے میں
ہی عیاں تیری لباس جسم سے اندام روح

تیغ سا غمد جسکو کہتے ہیں وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار میں صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
جا رجو ہر آب ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہو گا گر اسیری کا ہی ذوق
جسم ہی کر لے گا ہی صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیوں دکھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن بیدرد داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک پنجو را بنا یہ جام روح

۲۰ ردیف الحاء

جسم سے نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک
بے لباسی تنگ ہی ہے جامۂ احرام روح

دو ہی دن میں نوجوانی رنگ پیری لا چکی
ای جہاں جسم اکدن صبح ہو گی شام روح

تیرے رہنے کے لیے جاں نے کیا قالب تہی
ہے برنگ سایہ پیدا جسم سے اندام روح

جو بنی ہے جان پر کرتے ہیں اشاروں سے بیاں
بے دہن سے بے زباں ہو کر کہو ہیں پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے
موج بو ہے گل ہوئی اس باغ میں گلفام روح

سوز غم سے آب و خاک و باد ہیں آتش مزاج
چار عنصر کا بنا جو گھر چراغ خام روح

طائر جاں صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم فرط لاغری سے بن گیا ہے دام روح

جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ
اب تو ششدر ہے سراپید رہی بام روح

کوئی تو جان جہاں جاں سر سے دل میں ہے
دمبدم پہنچاتے ہیں ہم کو نفس پیغام روح

ہے بگڑنا ان جسمیاں جہاں کا اک بناؤ
پیچ و تاب موج ہے گیسوئے عنبر فام روح

صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہو
کیوں نہ ہے گردش کو جی ہنا یا جام روح

اب کہاں وہ سیر جنت وہ فلک پروازیاں
پا بگل ہے جسم خاکی سے وہ ٹھٹکیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہیں ای وزیر اب تو نہیں ہے درد جگر آلام روح	۱۹

پھر گئی تیری جو چشم مست آرام روح
جام ساں گردش میں ہے اب تخت نافرجام روح

پھر غم فرقت ہوا ہے باعث آلام روح
بیقراری دل کی پھر ہونے لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی / انقد دل دیکر کہوں قاصد یہ ہی انعام روح
خوب ہو دیونکو ضرر پونچا سکے کیا انقلاب / حور ہو جائے جو لکھے کوئی ولٹا نام روح
آج سے روح الامین تجکو کہوں پیغامبر / میری روح اللہ تک پہنچا دیا پیغام روح
اوس بت کافر کو بتا بی ہین کیا کیا کچھ لکھا / دین و ایمان حسن اجلال جان آرام روح
کیا مکان جسم ہوا اپنے مکین کا شیفتہ / پھر رہا ہی ساتھ قصر بے در و بے بام روح
ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تائید دست / کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح
شیشۂ تن سے پری آئی نظر کسطرح / دختر رز ہوگیا مشہور ساقی نام روح
لو خدا حافظ کہ آ پونچا ہی عشق کفر زا / بھاگ جائے دل الغل ہین بلا اسلام روح
کیوں غضب ہین آگے ہر دم رکتے ہو قبضے پہ ہاتھ / لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح
بوسۂ لب دو لگو دیگا اک حسین سبزہ رنگ / خضر آب زندگانی سے بھر گیا جام روح
سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے / اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح
تھی مسیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک / واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو / قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح
کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا / کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح
الامان ای عیب پیری ای جوانی الغیاث / گر گیا غنچہ بدن کا سب اوٹھا اندام روح
چار دیوار عناصر گر پڑی ہے یہ ہم / رفتہ رفتہ بنگیا جو را ہا قصر خام روح
جانتی کسکو خبر دل ہی نہیں ہی ای وزیر / ہوگیا گم وہ نگین جسپر کہ کندہ تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے بھر گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہوں شہر تجیب جو بیا عذار رنگین مین
قباے گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

ردیف دال مہملہ

۵۷ | ۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہیں اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے پیسا تہ گلفام سفید

ابھی ہر چند نہیں زلف سیہ فام سفید
ہر مگر موے کمر از پیٔے خود کام سفید

ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعیف
رنگ اک گام ہے پیلا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہوں وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہے اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید

میکشی جام سد و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہے مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرخ سے کی دنیا لے ہی
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسے ہی شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس اب غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

دو دن جو تشبیہ نہیں آنکھوں میں چمن کی چھائی
ساق گلرنگ سے ہی شمع کا اندام سفید

بدلے گر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہوں در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیروں کی طبیعت میں ہی یہ رنگینی
کریں گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہیں میری سیہ بختی سے
ہوں نہ پیری میں اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی ان روزوں میں
لکھیں سرخی سے تو ہو جاے مرا نام سفید

٥٨

چشم مخمور صنم دیکھے تو رووے یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

٢٥

دہن کس طرح کریں گوش سامعان فریاد
بتو خدا انکے آے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہنچ گئی ہی کہاں سے مری کہان فریاد

کروں میں پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق میں کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کروں کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہیں باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش تریں کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو میں کروں اعجاز
وہ بیدہن کہے باتیں ہیں بزبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکیں میں رخ کروں نہ نالے
ہوئی ہی رات کرے کیوں نہ پاسبان فریاد

کسیکے غنچہ کاکل میں دل ہی یوں نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانمیں شور سے کھینچتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل وہ اخدار نالان ہو
کرے برائے گلستان بوستان فریاد

ہوا انھین وہ تم خصت جو شب تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو جب
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نے کیا کیا زبان دراز ہی کی
نکیون کرین وہن زخم کشتگان فریاد

لہو پئیگی نہ جب تک وہ تجھے کی پیاس
کرینگی ہین پاسے پالے کی مچھلیان فریاد

دکھاے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کر دے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سبق ہوئی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش نے کیطرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگا و تو سن لو مری فغان فریاد

ذرا تدن تجھے دیکھین تو پھر جدا جل سیا
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی لب نہان فریاد

برنگ نے ہیں ہے روزن جو خار چبھہ کر
کرینگی اب مرے پاؤنکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہین انگلیان وہ چٹکاتے
یہ اونکے ہاتھوں سے کرتی ہین انگلیان فریاد

۵۹	وزیر نالے صدا نے شکست رنگ سے کر وہ بیدہمن ہے کر اب تو بھی بے زبان فریاد	۳۶

ہمارے ساتھ کرے کیوں نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہے گر گنبد میں تو آکان فریاد

ٹھہر کے آتی ہے ہر استخوان پہلو پہ
ہوئی ہے ضعف سے محتاج نزبان فریاد

میان ارض و سما یوں ہوں آہ میں نالاں
کہ جیسے طرح ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نے ہوئے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہیں استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کس نے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلیں کرتی ہیں قمریاں فریاد

ہما ہی آئے سگِ یار اگر نہیں آتا
کہاں تلک کریں مشت استخوان فریاد

کوئی بھی دیر و حرم میں نہ داد کو پہنچا
دعائیں مانگیں بہت کی یہاں وہاں فریاد

تمہارے دل میں جگہ پا جائے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کروں پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہوں کروں جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابرو یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن میں غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہیں
زیادہ کرتی ہے کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالاں ہوں
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہیں سکتا ہے ایک حرف خوشی
ہوئی ہے اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آ گئی فراق کی صبح
کرے گا شام سے مرغ سحر یہاں فریاد

جو روؤں دیدۂ روزن سے روئیں دیواریں
کرے فغان لب بام سے مکان فریاد

ہے میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدائے خندہ سے رہتی ہے توامان فریاد

زمیں پہ ہے دم رقص ان کے گھنگرو کی صدا
کہ تارے کرتے ہیں بالائے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو پس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ سے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہی کان کے پردے مین شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہی تا زبان فریاد

خیال لعل ورخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہی غم مرا اشتیاق
ہنسی سے پیشتر آئی ہی تا زبان فریاد

جفائین انکی بیان کیجیے وفا ونکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی پا سنی اوس سرو کی جو قیمت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی ہی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال
وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پہ آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالون کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیون نکرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندہ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم پھڑک جائے
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ
پہونچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل
چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کے بوستان فریاد

پھٹے ہین کان کے پردے دم آیا ہونٹون تک
وبال گوش ہی نالہ بلاے جان فریاد

زبان پہ آئی ہی اب بے صدا برنگ نفس
ہوئی ہی بسکہ نہین اپنی مزاجدان فریاد

خیال قد میں ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان رکوع الفت ابرو میں ہی خم قامت	قطعہ	غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

٨٠	ولہ	١٧

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہیں طلسم حسن سے موجیں سیہ دریا سفید

ناتوانی سے ہوا ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے
ہو گیا چونے کی صورت پان کتھا سفید

نیچل مریخ زہرہ ہیں فلک تو حسن کا
نشاء ہی سے ہے آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید

گورے گورے اپنے گالونکو اگر چھو لیجیے
ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جائے گر وہ شہرہ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سے اوس مہ وعرق ٹپکا نہیں
آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد گئے تو بھی ایام صبح وصال
ہو گیا ہیں پیر اور زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختو نکو نہو کچھ فائدہ منعم سے بھی
جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو نہو سایا سفید

رنگ بدلے تھا جو خط ہیں صفت خط و زلف رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید

نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہی کبود
ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کے ہو جاتے ہیں کالے ہر
تو اگر آنکھیں دکھائے ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر رو سیہ
آستین کی طرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکھوں سے طفل اشک کی
شیر بنجائے لہو ایسی ضعف ہوا ایسا سفید

ہوگئیں زلفیں سفید اب نا ربجا چھوڑیے
صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید

میکشی منظور ہی اب اک گل رعنا کے سات
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ ہی شیشا سفید

٦١ تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید ٢٣

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی اک مو گویا سفید

تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہی اوس مہر کا نقش پا سفید
چاندنی کیطرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پہ تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتے ہیں
کیون بچھا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پونچھے لگ گیا ملبوس خاص
سر برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے آگے ہیں سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکے آگے ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئیں آنکھیں برنگ پنبۂ مینا سفید

رو برو اعلی کے ادنی کو نہیں ہوتا فروغ
مہر کے آگے ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کے رنگ سے
پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو انگیا نہیں پہری ہی ہستا رنگ روپ
ہوکے خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد میں اک ماہ کے رونے تو چھٹکی چاندنی | ہجر کی شب کا ہوا اشکوں سے منہ کالا سفید

پھاڑ کے پھینکے ہیں او وحشت گریبان اسقدر | صورت جیب سحر ہو دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سے دیکھوں اگر ای رشک گل | سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید

بزم میں اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی | پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت | گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان میں دیکھو اشکہای گرم کو | ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح | پڑ گیا آنکھوں پہ او محبوب اک پردا سفید

٦٢ | کی وزیر اشکوں نے تو نہیں ہجر میں گر شست و شو | ٢١
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید

وصل میں رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند | آج کن اٹکھیلیوں سے آنکھوں نہیں آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین میں شکوگر آتی ہی نیند | صورت مرغ نگہ آنکھوں سے اوڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار میں سہوا اگر آتی ہی نیند | آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

میں بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیے | اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کروٹیں لے لیکے کٹتے ہیں شب فرقت میں ہم | کس طرح ای خفتگان خاک آ جاتی ہی نیند

اونکی فرقت میں نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم | آج کل راہی نگہ کی ٹھوکریں کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر | تا قفس میں کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار میں سونیکو مرنا کہتے ہیں | عاشقوں میں خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار مین
چھوڑ کر ہمخواب مجکو آپ سو جاتی ہے نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہے نیند

کیا غلط سمجھے وہ انکا ٹھہر سکتی ہے جو آنکھ
آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہے نیند

وقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہے نیند

منتظر رکھتی ہے غمزے کرتی ہے آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہے نیند

کوی جانانسے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاون
دفعۃً آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہے نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہے جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہے نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہے نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود دکھلاتی ہے نیند

اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون گر آتی ہے نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبے فرط اتحاد
غش پہ غش آتے ہین مجکو جب اونہین آتی ہے نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین کھلی ہین
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہے نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہے تمنا اے وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہے نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمدؐ
ہے چشم خداوند جہان سوے محمدؐ

نظرون مین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہے امت کی ترازوے محمدؐ

بخشش مین وہ مصروف ہے سرگرم شفاعت
اللہ سے راضی ہوی ہے خوے محمدؐ

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچھہ نہین کہتا
وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

۶۳	ردیف رائے مہملہ	۱۳

ذرا تو دیکھہ لے وہ ہمکو آکر
کوی دم اور بھی ہی دم فنا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہدیجیو کچھہ خاک اوڑا کر

ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہی کچھہ اپنی دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع
اجل پھر جائے گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نے کیا چاک
قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر

جو ان کا چھپ کے جانا یاد آیا
تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر

یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ
جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر

جو یاد آیا خم محراب ابرو
کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر

نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھہ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو
لگا جب کوسنے وہ ہاتھہ اوٹھا کر

۶۴	وزیر اب تا بجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	۲۳

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر
سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجھ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروئے خمیدہ کی تصویر دوش پر

آنے لگی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز
رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین مجکو یاد
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر

یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھونکو ہی گران
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میرے بعد کیے ترک اپنے ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجائے خشت خم پئے تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سا سے مین
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر

تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
پھبتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتھ سے چھپے تو ابھی شمع بزم مین
رکھے اوٹھا کے پاؤن سے گلگیر دوش پر

جا بیٹھینگے اوڑ کے تیری طرف وہ ہدف ہین ہم
پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر

گھر کر گیا کسیکے دل مین یہ بیہودہ خاچھان
مٹی اوٹھا نہ تو پئے تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ ہی جدا
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر

اس شان سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار
کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب آسا ٹنگی ہی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھ دیجیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

٦٥
کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے اے وزیر
کیا میری لاش کی ہوئی توقیر دوش پر
١٧

تیغ رکھ دی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر اون کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جا نکلتے ہو جو باغ کو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ اے جان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

اے جنون نالے گردن دشت و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

ہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر

ہم ترے پاؤن پہ سر رکھنے نہ پائین اے سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی — روز لائی ہی بلا زلف پریشان سر پہ

سر بجیب آج کل ہی جوش جنون بیٹھا ہون — ہاتھہ ڈالیو تو پہنچا ہی گریبان سر پہ

قد ترا صاف ہی سلجھے مین ڈھلا شمع صفت — شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پہ

آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار — لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پہ

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا — لیچلا بار غم فرقت یاران سر پہ

۶۶ — یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر / آ گیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ — ۱۶

داغ سودا سے ہوی چشم نمایان سر پہ — تیر پر تیر لگے بنکے مژگان سر پہ

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پہ — سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پہ

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے — حشر کو ہوینگے جب دیدۂ انسان سر پہ

قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا — اوٹھہ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پہ

گل جو ہین کفش مین تیری پھول ہین ٹوپی مین تری — بوستان پر قدم ہی تو گلستان سر پہ

ذکر رخ کرتے ہین آ کر سر بالین ہزار — روز پڑھہ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پہ

ای جنون تجھ سے نہین سر مین نکیون موے سفید — صاف ہوگا ہی کہ ہین تار گریبان سر پہ

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین — پھر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پہ

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے — گل سے سو بار گرے تختۂ زندان سر پہ

دام کاکل مین نہ مچھلی کف نگین کی پھنسے — ہاتھہ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پہ

صاف ہے مثل حنا رنگ کف پا سے عیان
دل عشاق بہت گیسو ونمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
غیرت تخت ہے ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جیب پھاڑ کے پھینکا ہمنے

تا ۲۱۰

سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر
گرد و آن آو کہ ہے شور اسیران سر پر
اے جنون تو نہین ورنہ اوٹھا لونمین بیابان سر پر
صورت چتر ہے یہ گنبد گردان سر پر
جو مگر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

٦٧	ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجکو وزیر زیر پا چاک گریبان ہے تو دامان سر پر	٢٥

چلا ہے اودل راحت طلب کیا شادمان ہوکر
کیا ویران چمن کو آے ہو کیا تو باغبان ہوکر
ہے خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہے روح سے اس جامۂ تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہے بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
مکدر ہے اگر تو مجکو گاڑ و اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اسنے یہی ہم شکوے کے مار
پھر اے صد چاک ہو کر کوچہ کا گل سے دل اپنا

زمین کوہی جانان رنج دیکی آسمان ہوکر
ہوے گل پائی پانی بہ چلے آب روان ہوکر
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر
گیا یا اسکے کبوتر وانسے آیا نامہ جان ہوکر
لباس تنگ ہے اوترےگا آخر دھجیان ہوکر
صدا اک جنبش لب دیتی ہے صد فغان ہوکر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہوکر
کہ زیر خاک ہون گردنگہ سے ناتوان ہوکر
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر
عزیز یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہوکر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہو آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان ہین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھوڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین پان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے ہی کرے اپنی سگ جانان جو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے بنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھون مین گویائی زبان مین دل مین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی مین جو مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پا ترے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اوسنے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بل بے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون جو صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے اپنے نقش پا ہی صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو بستر سون ہی پر کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

٦٨	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہو کر	١٦

گذر جا عالم امکان سے اے دل نوجوان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنواتین خموشی نے
نہو چھو ہمنے کیا ہی منہ کی کہائی بزبان ہوکر

کھلے کا راز الفت گر یہ چپکے سے چپ چپ رہین
کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہوکر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہوکر

در غلطان نکل آیا صدف سے عشق دندان نہین
نگر گرد یتیمی لے چلی برنگ سے وان ہوکر

یہی کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا
دکھاتین گی تماشا تمکو آنکھین بیکیان ہوکر

وہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی
نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہوکر

جہاز ہی تیغ قاتل کی جو کشتی تک آ پہنچی
اوڑا لائی اگر باد مخالف بادبان ہوکر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہوکر

سفر مین میری آنکھون سے یوسف دیکھنے کو آیا
غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہوکر

رخ گلگون کا نقشہ اور کردی بیت ابرو کی
بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہوکر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے
رہین پا بگل مین انکے حلقے بیڑیان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنے جب کھینچی
نکل آئی وہان زخم سے سوکھی زبان ہوکر

زمین نقش پا سے خط پہ خط تحریر ہون قاصد
جو تو پہنچائے نامہ صورت خامہ روان ہوکر

لب بام آ گئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہوکر

٦٩	کہین گر زندہ در گور اہی وزیر اب شہ تو زیبا ہی کیا ہی جیتے جی سنگ مرقد سخت جان ہوکر	٣٣

وصال مین تو کرو رحم مجھ لاغر پہ
کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

وہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون
سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر جا کے نہین جب آئے بس ہمین بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار ہی بچھی در پر

تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے
درود آئینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر ادھر ہے گھر سے ترے کبھی گرے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پڑی کسطرح جو شیشے سے نکلی دختر رز
گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہے میرا اگر ذرا بھر جائے
پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہے یہ گھر ترا دلچسپ
پڑی ہے سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہے آنکھون سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم
ہما سے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین چھپائی ہین کیا تمھارے لئے
گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین چھپائے
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکے بند کین آنکھین
پنہائی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہے چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہوئی شکن جبین
جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

نگاہ قہر ہے اے جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کہدو ہوا ہین سنگ پرست
نشان پا سے نہی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانوں کے — ہم اپنی تیغ کو کرتے ہیں تیز پتھر پہ
نتوڑ پاؤں سے مینا سے مرکو ای زاہد — فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پہ
گلوری کھاؤ کہ ہوجائیں سرخ دانت سفید — دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پہ
نثار کرتے ہیں آ دیکھو جان نثار کے پاس — گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پہ
نمود خط پہ وہی ہی صفائی عارض یار — غبار آئینہ ہی خاطر سکندر پہ
بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا — ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہیں زر پہ
لگے گا موذیوں کے ہاتھ مال موذی کا — کہ سانپ بیٹھتے ہیں دولت تونگر پہ
لڑیں نہ پھر خدا مجھ سے منکر دیدار — یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پہ
حباب وار ہی آمادہ فنا دریا — صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پہ
نہ پوچھو حسینوں سے کیوں کھلی ہی فصد یہ فصد — یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پہ
تمہارے قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا — پھسل کے سایۂ دیوار گر پڑا در پہ
نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ — کہ منتوں کی ہی چٹھی سر کبوتر پہ
زمین پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی نہ چلے — یہ شوخیاں نہیں اچھی ہیں توشک و چادر پہ
لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ — خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پہ

۷۰	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پہ	۲۵

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر — روح میری گل عارض میں ہے لو ہو کر

عاشق زار ہوں میں صبح ہوئی تو نذرو
چھپ رہونگا گل قالین میں ابھی بو ہو کر

شیشۂ دل میں ترے تیغ اوتر آئے کہیں
میان سے نکلی ہی محبوب پہ پیرو ہو کر

شوق سے حکم کرے سجدیکا پیغمبر حسن
آیتیں سجدیکی نازل ہوئیں ابرو ہو کر

ہم بھی تجانے سے جا نکلیں کبھی ہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر

ساغر چشم کی ہم فکر میں یہ محو ہوے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہو کر

اسقدر لیں گئی تجیر کہ نظر آتے نہیں
ابتو گلزار میں گل رہنے لگے بو ہو کر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہی جو بہ جاے اب آنسو ہو کر

جسم سے روح نکل آے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پڑ جاتی ہی زیور میں پہنے سے ترے
کہیں اوڑ جاے نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد میں قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہی
رہ گیا سینے میں کیوں تیر ترازو ہو کر

ناک بھوں ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خداداد ہی اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پریرو ہو کر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جاے نہ اچھو ہو کر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹ کر دریا
آ گیا دیدۂ گرداب میں آنسو ہو کر

موشگافی سے ہی فرسودہ را ناخن قلم — نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر
پائے نازک ہین نظر آتے ہین بوسون کے نشان — آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل ہین پی تھی شراب — روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی — دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
دیکھکر چہرہ بت بہتے ہین ہالۂ اشک — پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا — اوڑ گئی فندق پا رات کو جگنو ہو کر

٧١ — ہون وہ عمدیدہ گرا نظروں سے کہ پل ہین وزیر / کی جگہ بھی جو کسی آنکھ ہین آنسو ہو کر — ٥

قبر کا ساتھ بس مرگ نچھوڑے پتھر — تھے انسان سے فراقت ہین ہین جوڑے پتھر
قبر ہین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر — قل کے ڈھیلون کی عوض چاہیین تھوڑے پتھر
لائے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے — کہدو جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر
ابکی کچھ فصل بہاری ہین یہ ہے جوش جنون — سر نکالے جو شگر شاخ سے پھوڑے پتھر
اتنا عاشق ہوئے ہم تجھپہ لگا جو چاہے — تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آئے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار — آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زائے معجمہ

جانے نہیں دیتا مجھے دربان در انداز — ہان لیجیو ای اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسے جب آتے ہون اناز | جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز
قامت موزون سے کیون ہو رشتۂ سوزن دراز | ولہ | بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

۷۲ — ## ردیف ضاد معجمہ — ۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض | خضر آباد ہوا نام دیار عارض
نرہا حسن گئی صبح بہار عارض | خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض
اوجوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید | صبح ہو جاوے گی اک دن شب تار عارض
ہی گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور | عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض
دولت حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی | غازہ عارض پہ ہوا ہی وا ہے غبار عارض
اوس رخ صاف پہ کیا ہے وہ مخطط رکھون | پھول سے گالون مین چبھ جاتی ہین خار عارض
دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا | زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض
صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین منڈے جا | پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض
ہی کہان خط سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود | سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض
ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ | رہ گئے پھوٹ کے ہین عارض پہ شرار عارض
موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام | عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال قرار رکھ کے تماشا دیکھو | اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض
کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین | وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض
گل کھلاتے ہین پسینے نے رخ رنگین پہ | بھر دیا پھولون سے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن
پاسے نظارہ نزاکت سے ہے بار عارض

نازبیجا نکرے خط سیہ تنگ حبیب
دیکھہ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۳

کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سے ہے بار عارض

۱۵

کیا ہی دلچسپ ہے ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹھہ رہے جاکے کنار عارض

تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نچلے
گھر گیا مورچہ خط سے حصار عارض

آتی ہے کوچہ گیسو سے پریشان ہوا
نہ بھڑک جاے کہین او بھی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارون سے عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض

خال رخسار دکھاے تمھین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نار عارض

کوچہ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا
اڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھہ رکھکر
رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض

شست و شو اشکون سے کرون ٹھہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ

اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاؤن کہین
آنکھین ہین کسی جا ہے مزار عارض

قطعہ

گرجدا کیجے ہو ہر عضو حسینت بھی سلوک
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر		جلوہ افروز ہوا ہی شہسوار عارض

۶۴	خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض	۱۷

آب شمشیر پلا دو مے احمر کے عوض	بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض
آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھین	سیپ مین آب گہر آتا ہی گوہر کے عوض
دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے	رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض
جانب باغ کمان کیون مین اڑا جاتا ہون	تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض
ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی	خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض
گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج	پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض
وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین	سنگ سرمہ جو لگاؤ انھین پتھر کے عوض
رشک کی جا نہین پھر کچھ مجھے وسواس نہین	مرغ دل نامہ جو لیجائے کبوتر کے عوض
کشور حسن ملا پرتو رخ سے تیرے	سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض
مثل شبنم عرق آجائے رخ گلگون پر	غنچۂ گل جو اگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض
سنگ رہ ہوگئے بت کعبے چلے تھے اے خضر	ملگئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض
سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے	آبلے سیپ مین پیدا ہوئے گوہر کے عوض
دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی	کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض
اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو	مرغ یاقوت پر آئے گا کبوتر کے عوض

مرگئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربائے — گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض
مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو — زر تونگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

٦٥ — جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر / سوتے ہیں خاک پہ وہ پھولوں کے بستر کے عوض — ١٦

ساقیا آب جو مانگوں مے احمر کے عوض — کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض
سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی — دی ہے شمشیر و سپر یار نے اک سر کے عوض
تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی — اوچھے زخموں کے جو خط پڑ گئے سطر کے عوض
ناتوان ہیں جو اوٹھے انکے تو یان اٹھیے — دی جگہ روزن دیوار نے لودر کے عوض
فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے — رہتی ہے پیش نظر زلف معنبر کے عوض
زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہوجائے — زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض
میرے نالوں سے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی — آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض
ابرو یار پہ قطرے یہ پسینے کے نہیں — گوہر اس تیغ میں پیدا ہوے جوہر کے عوض
یادگار گل نوخیز خزان میں ہے یہی — شاخ گل میں دل بلبل ہے گل تر کے عوض
کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار — عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض
ساقیا مژدہ کہ آ پونچی ہے مستانہ بہار — شاخ میں اب تو گلابی ہے گل تر کے عوض
آج اسواسطے روتے ہیں یہ طفل نادان — دامن خاک ہے کل دامن مادر کے عوض
خواہش اسبابکی بس عالم اسباب میں تھی — سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے کی خط حال زبانی کہلا دیں لو خط کے
جا بے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مر کے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست
آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض

یاد پستان مجھے کرتی ہی دیوانہ ورنہ
سنگ ترے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

٧٦	ردیف طاے معجمہ	١٠

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ
تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے
گیسوے مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوی
لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا
یار ہی تند خو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہوں نہ کہوں
ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کرکے کعبے چلے
زاہدو زاہدو خدا حافظ

ہی فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالہ ناقوس
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل
جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

٧٧	ردیف عین مہملہ	٢٨

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع
دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع
کرمک شب تاب سان بنجاے پروانہ شمع

پھینک دون گل کرکے مین ہشت رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بھبوکے نی اوٹھائی رخ سے محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کیصورت جو بیتابانہ شمع

ہین ہوادار اوسکی زلفین ہی سانپے ہین بلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگی شعلے سے گل ہوتے ہین قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایک سے روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روئے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہے نور چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہی
تیری محفل مین قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن ہی ثابت قدم
ہی تو نازک تن ہی لیکن بہت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دھوین سے شعلے سے اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہی
بھرتی ہی فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع

ای جنون سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوئی
کب کرے روشن جلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن جسیونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور ای شجاع ہو ہویدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھ مین
ہو کے روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پڑ رہے بھاگین مرغ وحشی کیطرح
گو کھلائے اشکون نے اپنے آب و دانہ شمع

اوسکو سمجھو کے گو اگر دیکھے قبا پہنے ہوئے
جامہ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین رہے
ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر
جائے مشعل منہ مین رکھتا ہے سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہے ملتا نہین
ڈھونڈتی پھرتی ہے کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۱۲ آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر ۷۸
استخوان سے مرے جلائے جان کر جانانہ شمع

ہے یہ دو دن بزم مے ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چھاتی ہے اور بالین ہے اور ہے سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
قبر پر بہر نشان رکھنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سے ہوئی زائل نہ رخ یار کی
اب تلک یکسان ہے وہ آئینہ بیرنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہم
گرچہ سوز عشق سے یکسان ہین دل تنگ و شمع

چشم تر خون دل نالان و داغ پاس ہین
ہجر مین ساقی ہین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل بزم کے
ہے مشابہ اوسکے رخسار سے آتش رنگ و شمع

تھا بہم ہمدو جو سوز و گداز عشق کا
شام سے روتا رہا تا صبح مین دل تنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
روے شب کو دیکھکر فانوس مین بیا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
نالہ و بخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع

لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کو نامرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

٧٩

کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی ای وزیر
سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ از رنگ و شمع

٨٠

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
اون پاؤن کی نہ آگے ہو توقیر پاے شمع

ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پاے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسے وصف
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع

رتبہ ہو گے شمعون کے یون پاے یار کا
پروانون مین ہی جیسے کہ توقیر پاے شمع

پہنچا ہی اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع

لغزش قدم کو کچھہ نہوی سر کٹا دیا
رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع

رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع

ہمتو قدم نہ رکھہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع

ہی آرزو ہی پاؤن ترا کر کے روبرو
کچھہ کہتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع

دیتا ہی اپنی جان عبث جلکے ای پتنگ
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پاے شمع

دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہی
کھینچی ہی سوز عشق نے تصویر پاے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین
سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع

رہنا بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور
ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع

دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار
کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع

کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو
ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع

شب عذر لنگ کر کے نہ اوٹھا مرے سے
اللہ ری عقل و فطرت تزویر پاے شمع

ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین
منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع

پروانہ رات مر کے لگن مین جو رہ گیا
لوح مزار بن گیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی ساق سے
ایماء یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا
ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق بازار شمع
ہوگئی کافور اسی مہ گرمی بازار شمع

۸۰	ردیف غین معجمہ	۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ
بجھ گئے ہین مو فتیلے داغہاے تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ
آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ

چین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ
شام کو جسطرح سے کر دے کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی
اٹھی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکھے جو اوس آتشین رخ کا فروغ
چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہوگئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نہ رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے مژے سپید سیر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہی جو جن بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک خشت مدفن چراغ

ہی تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول ہو تو نہین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱ — داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ — ۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یار روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا بھی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچہ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گریبان کرتا ہی پروانونسے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسوے افشان رخ کی دیکھی ور وصل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جب بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھے تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲	ردیف فا	۱۲

دیکھ ادب آ کے مرا کور غریبان کی طرف
قبلہ رو مین پاؤن ہی سر کو ہی جانان کی طرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ہین دست جنون
ایک دامن کی طرف ہی اک گریبان کی طرف

قید یوسف کو کیا پر چھٹا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کی طرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہیں دامن سے مثل گرد راہ — ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے داماں کیطرف
بعد مردن یہ وصیت بس یہی ہے دوستو — قبر میں منہ پھیر دینا کوے جاناں کیطرف
آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پہ — ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے داماں کیطرف
میری جانب یوں وہ کرتا ہے حقارت سے نگاہ — کوئی ہندو جسطرح دیکھے مسلماں کیطرف
سبزہ بیگانہ میں پاتے ہیں کچھ اپنا سا حال — آ نکلتے ہیں جو ہم بلبل گلستاں کیطرف
دیکھنا تاثیر گریہ کردیا لب سیر آب — رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخداں کیطرف
ہے اگر منظور لطف برق باراں دیکھنا — دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریاں کیطرف
غمزدہ جیسے کنوین مین گر کے تکتا ہو عزم — دیکھتا ہوں یوں میں اوس چاہ زنخداں کیطرف
ہو کے غافل اس ادب سے ہم نہ سوتے ہیں وزیر — پاؤں ہو جاتے ہیں اپنے کوے جاناں کیطرف

٢٦	ردیف قاف	٨٣

خدا نما ہے بت سنگ آستانۂ عشق — چلونگا پا سے نگہ جب گئے سوے خانۂ عشق
نہ کم ہوں سکۂ داغ دل یگانۂ عشق — بھرا پرا رہے یارب سدا خزانۂ عشق
جبین قیس سے ہے سنگ آستانۂ عشق — جنون ہے خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق
مدام دل میں رہے داغ الفت ساقی — نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق
یہ محفل طرب حسن ہے نہیں مقتل — صدا گلوے بریدہ کی ہے ترانۂ عشق
یہ کہکے پھرتی ہے دن رات آسیاے فلک — ملے تو خرمن مہ دیکے لوں میں دانۂ عشق
ہے آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی — خم فلک ہے سبوے شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ مین ڈوبکے خون مین پہ گرا — قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم — مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر — شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور — کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانۂ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ — ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق — نصیب طائر دل ہی ازل سے دانۂ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا — کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانۂ عشق

صداے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین — نواے سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک ہین — کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر یہ آہ کرین — سمند حسن پہ پڑ جاے تازیانۂ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین — گران ہو وزن مین نہ آسیاے دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی — حباب حسن بنے ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین — سرشک دیدۂ تر ہی در یگانۂ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال — ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اشہر — جدا ہی خانۂ عالم سے کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل — خراب ہو تو بنے لامکان خانۂ عشق

کسیکی ابروے پر خم کا دھیان رہتا ہی — ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کے سنیں وہ استان کہ صورت
بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو لیجے
زمین وہ شور ہے جسمین اُگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک

دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہای
ہو نہین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک

ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح سے تن مین روح
چشم بد دور از لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک

ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے
چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک

آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہی زبون
روبرو سے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک

چاہیے ہنسکر چھپر کنا ای لب جانان نمک
آتش غم سے کباب اور دیدۂ دل سوزان ہی ایک

عاشقون کے آگے مشرک ای بت یکتا نہین ہون
گر کہو نہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان مین اپنی اسیر دام غم
خانۂ صیاد اور گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر
شیشے ہین لاکھون پری سب مین ولے پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ / ایسا لطیف کب ہی گل یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر / کافور ہوگیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی / نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے / لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح / کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردائے شفق مین ہی / یا ہی حجاب تن تیرے سے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوئی پاؤن / فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو / آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

اگے گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان / گلگون تیرے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تو ہی کیون نہون سیاہ / ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوے عنبرین / نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ / رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ / واہ واہ ای جہان رنگا رنگ

ہو گئے ضعف سے سبک ایسے / لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ ہنسنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین دہن پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ انکھونسے اوٹھاتین
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کودکے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچہ گیسو سے چمن مین
بنجاتین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

ہی تو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے ابی سیکڑون من پھول

کیا ٹکٹکی تھی آنکھ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگھتے ہین باغ مین آ کے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین ای رشک چمن پھول

پھبتی ہی نئی رخکو کہون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوی گرنیکا کرے عزم
یون دیکھتے ہین یار سوی چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین ای جان ہرن پھول

آئی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گر آئی جو تری برق نگہ خرمن گل پہ
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جاے ترے روے مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای صب وطن کہتے ہین غربت مین یہ کہکر
نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم ہیں جا کے گلستان سے بندھے تھے — جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن — پتے ہیں اگر برگ تو ہیں پھول کرن پھول

ہوتے ہیں خجالت سے سفید آپ کے آگے — چاندی کے ہوئے جاتے ہیں سونے کی کرن پھول

کیا دیکھوں بہار شفق شام غریبان — یہ غنچہ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول

برسوں گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا — تازہ کوئی کھلا ہی ہیں چرخ کہن پھول

بلبل کے لبھانے کو نیا راگ ہیں لائے — لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول

کوچے ہیں کہ گل کے کرو شفق سے گلگشت — بالیدہ ہیں ایسے کہ فضا میں ہیں چمن پھول

جو تجھ کو سوم سمجھیں اگر پھول انھیں یاد آئیں — مرجائیں مگر پہنیں نہ دولہا نہ دولہن پھول

پیارا ہی ہو سبک وزن ہیں قیمت میں گران ہو — نظروں نہیں تجھیں تول لیا ہی یہ بدن پھول

ہیں صبح شہادت کے گریبان کسی طرح چاک — کیا بانکے لائے ہیں شہیدوں کے کفن پھول

ارباب تعلق کا تعلق نہیں جاتا — مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۹۷	گلریز ہے کیا کلک وزیر ابر دم تحریر پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول	۱۷

نہ کیا ذبح کیا چھوڑ کے بسمل قاتل — دہن زخم پکارا کئے قاتل قاتل

کیوں نہ انگشت شہادت سے ہوں بسمل قاتل — تیر دیتی ہیں نہیں تیرے انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نے دیکھی — ایسی سمٹی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل

جی میں آتا ہے تری تیغ کو دل میں رکھ لوں — ایسی لیلی کو ہی چاہیے محمل قاتل

جان دیں کیوں نہ مریں عاشق جانباز ان پر — تیغ خون ریز پہ ہی جو شمائل قاتل
ضعف ہے جا نہ سکی کیا خون کی چھینٹیں اڑ کر — آستیں کا ہے تری کوس انھیں منزل قاتل
پاؤں رکھا جو حنائی تو یہ ٹھوکے گا لہو — دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل
پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل میں چھری — رقص بسمل ہی کے قابل ہے یہ محفل قاتل
تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے — مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل
جا کے کوچے میں کہ گل ہی کے پھینکو کسی سمت — ناوکوں میں جو ہیں جن پہ پڑا ہے عنادل قاتل
اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر کلی — خاک ہو جائے ستمگر تو بنے گل قاتل
دانت پہ آنسو لگائی نہیں تیغ پر آب — آب میں گھول دیا زہر ہلاہل قاتل
پی گیا میں دہن زخم سے پانی ایسا — ہے زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل
کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا — آشیانوں سے نکل آئے عنادل قاتل
سخت جان ہوں میں مری گردن پہ چھری پھیر اگر — تیز کرنے کے لیے خوب ہے یہ سل قاتل
نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر — سر تک آئی مرے پہنچی سر منزل قاتل

۸۸	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہے وزیر دہن زخم سے ہم کہتے ہیں قاتل قاتل	۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل — آب شمشیر عناصر میں ہے داخل قاتل
ہے بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا — خون لگا لے تو شہیدوں میں ہو داخل قاتل
عید قربان ہے یہی دن تو ہے قربانی کا — آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

ضد عاشق سے ہی گلزار مین پھولونکی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہبرون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

قیص بسمل ہی پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر و دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے
بیڑیان پاؤن کی کاٹے ہی سلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جائے وہ خندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سے سینے مین و تر آئے جگر سے دل مین
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون
رگ پا بنکے لپٹ جائے سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتارون پھینکون
زخم کھاتا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گرد سکر وحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جائے مرا دل قاتل

۸۹ زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر
بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل ۱۷

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرا دل
سینے سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل

ایسا کیا ہی تذکرۂ نالہاے دل
آنے لگی زبان سے زاری صدائے دل

حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آئے دل
کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سوائے دل

مقصد بر آئے میان نسے لی تیغ یار نے
او ترا غلاف کعبہ حاجت روائے دل

آتی ہی اونکے کوچۂ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنائے دل

بو ہوکے گل مین گیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پڑی ہی خون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹھہر کہ ساتھ کرون مین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے
یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا
ساقی ملاکے خاک مین دیکھے صفائے دل

جکڑے ہین ایک آہ سے ہر گرد باد جسم
اللہ رے زور شور ترے ای ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوا ار کے رقیب
اب شمع زندگی کو بجھا دے ہوائے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا
چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر
لیجاسے سوئے خلد اوڑاکر ہوائے دل

۹۰	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر با خلق آشنا نشود آشنائے دل	۷۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرائے دل
اللہ رے رتبۂ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجاے دل
میری طرح کہے لب سوفار ہاے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بناے دل
وہ نی ہون بند بند سے آئے صداے دل

ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھاے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لاے دل

پاے نگاہ یار پھسلتا ہی بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفاے دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ دراے دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین
کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہی سراے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قباے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہاے دل

جاتا ہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعاے عاشق مضطر ہی پاے دل

اک تار آستین ہین یہ تخت اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قباے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صداے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کیطرح سے پیدا ہوے پاے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دانے اوگل رہی ہی دھری آسیاے دل

بیتابیون سے رات پھرا جو ادھر ادھر
داغ درون سینہ بنے نقش پاے دل

آنکھین لہو بہاتین جو ساغر سے می گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جاے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی گھاٹ
ای دوستو ہی باد مخالف ہواے دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سنگ ہی آسیاے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہے فنائے ذات	دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا دل

راحت کبھی اگر تو کیا رنج سے گذر
خالی رہے وزیر نہ ہمانشۂ دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل	ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل سرگل

۹۱	ردیف نون	۲۱

ای بتو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا	اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جائے گلے پہ خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے صدمہ ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا	ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	ای اجل آکہ لب گور سے نالان ہون مین
کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق	یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین
کب یہ کہتا ہون کہ گل ہوکے رہون گلشن مین	کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے ہے لب یارب	یادون تغر سے جدائی مین جو خندان ہون مین
شور محشر ہوا بہ نام فغان ہینے کی	باعث برہمی بزم خموشان ہون مین
چاہیے تھا مجھی یوسف سے زلیخا کہتی	تو رہا قید سے ہم قابل زندان ہون مین
آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر جائے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس ولا ضبط فغان کرکہ بہت بیچ دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون ہین

اپنے جامے سے ہون باہر م جوش گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش و امان ہون ہین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرے مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہوئین

ای فلک اب تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہوئین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہوئین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہوئین

کیون ہوا ہوئین تیرے ہاتھہ سے ٹکڑے ٹکڑے کر
نہ تو دامن مین قاتل نہ گریبان ہوئین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہوئین

٩٢	میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہوئین	١٩

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جدا اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو		ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا	قطعه	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پیڑے رہتے ہین خطون کے پرزے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵

ستم ایجاد و جفا کرتے ہین	ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی	پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ	صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر	ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہین وہ گردش چشم — یعنی ہم اوسپہ پسپا کرتے ہین
جستجو مین تری او صید فگن — طائر رنگ اوڑا کرتے ہین
صدقے ہونے کو تری ابرو کے — صورت چشم پھرا کرتے ہین
نقد دل دے کے لٹے تے ہین ہم آنکھ — قصے یون مول لیا کرتے ہین
سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس — تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین
کوی زنار پہنتے ہین ہم — بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین
سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون — نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین
ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے — ایسے ہم مول لیا کرتے ہین
کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا — کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین
رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے — دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴	دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین	۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین — گھر خریدار اسکے ہین وہ بکے بازار مین
آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا — تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین
تھی یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھی — خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین
سنگ طفلان کھا چکے لیچل سوے صحرا جنون — سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین
عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عارضی — ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر ہمدمی کے گرے گر تو کرے جانیکا عزم
گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین

خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول دو دو کوڑی کے ہون جائین اگر بازار مین

اوسنے دروازہ کیا تھا بند اگر اے تیر آہ
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین

سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کبھی تسبیح کے دانے مری زنار مین

یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریاے اشک
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین

اے صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ سینہ پر رکھے کی وہ بت لعل کھلا کر ہنس پڑا
رل گئے موتی سے دندان تیا کے ہار مین

اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
کسقدر اے جان گرمی ہے تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نہین سختی ہی چشم یار مین

جوہرون پر ہو سکے ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کسقدر ہے آب اے قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنگئی کنگھی ترے گلزار مین

چشم کی گردش مین ہے اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین

کیون نہ ٹانکے فصل گل مین ٹوٹین اے وحشت کہ ہی
جیب کے تارون سے بخیہ زخم دامندار مین

چبھ گیا کانٹا فلک کے پاؤن تو اسکو نہ جان
یہ بھی ساتھ اپنے پھرا تھا وادی پرخار مین

غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہے یاد دوست
کیون نہ کھاؤن خار مین ہے نکہت گل خار مین

میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا
سر جھکا یا ہے جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ
منہ پہ کہدن فرق جو ہی کافر و دیندار ہین

مژدہ ای بلبل کہ آپہنچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام صبح بوے گل گلزار ہین

پھرتے ہین مستی مین مکیش گردپہ دانونکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمار ہین

ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار ہین

جسمین ہین ہر پاؤن کہون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے ملین اشعار ہین

یار کی جانب جو دیکھین یہ صیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار ہین

دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار ہین

کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار ہین

اپنے پاؤن کے بھی ہم اے ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جاپہنچے کوے یار ہین

٩٥	وہ پری پردہ حور سے بہتر کہین ہی اے وزیر نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین	٤٩

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل آہ و واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم اے کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نگیون ہو سرمے پہ گردِ سیاہ کا دھوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑتے پھول باتین کرتے ہین
چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہر پہ گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا و لاسے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل
مدام راہزنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چٹک کے غنچۂ گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فرشتون سے پوچھو آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ شکل ماہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ چھانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینے سے اکھونہین آمد آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون کہ ہیدہ — کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین
سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب — زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین
جو کعبے جاتے ہین تجانے سے کبھی اٹھکر — تو سنگسار ہین سنگ راہ کرتے ہین
لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال — بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین
ذرا ہماری وفا دن پہ بیوفا تو نہ بھول — کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

۹۶ بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین ۳۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین — اشارے سے کیے کی رقص پتلی چشم آہو مین
اسیرونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین — ارے بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین
بجا ہی رہتے ہین تیوری چڑھے بل جو اوسکی ابرو مین — ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ہین شاخ آہو مین
وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے — کرونگا سجدے اوس قاتل تری محراب ابرو مین
تجھے کیا طعن ہے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی — کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین
نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی — مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع صفت ابرو مین
اولجھنے سے مرے تو پیچ و تاب تا نہ دکھایا کر — کرون کیا دل مرا اولجھا ہوا ہی پیچ گیسو مین
حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجے پیچ ہی اس مین — کف رنگین کی مچھلی پھنسی تجانے دام گیسو مین
تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین جھٹپین مین کہتے — دل صد چاک سے ہوسیگا شانہ اوسکے گیسو مین
گرے قدمونپہ مہندی اور دکھائی شکل آئینہ — کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل میں یار ہو اور جام ہی بھر بھر کے پیتے ہیں
ہمارے ہاتھ میں ہے آفتاب اور ماہ پہلو میں

میں وہ ہوں دشت پیما گر میرا گذر کرے کوئی
پڑیں کانٹے زباں میں آبلے پڑ جائیں تالو میں

سمجھ کر دام تڑپے کیوں نہ مچھلی میرے بازو کی
کئی ہیں بال زلف یار کے تعویذ بازو میں

تو وہ خوش چشم ہے طفلی میں تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو میں

تسلسل اشک کا ہو جائے تسبیح سلیمانی
اگر رووں میں یاد مہر چشم پر یرو میں

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نہ کرتے ہم
تو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو میں

جو خال چشم جاناں دیدۂ انصاف سے دیکھے
ندامت کش ہو بیٹھے نہ پتلی چشم آہو میں

صفائی جسقدر اسمیں ہے وہ تیرے پیچ ہیں ویسے ہی
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہے گیسو میں

جبیں والفجر ہے واللیل گیسوے معنبر ہے
خط رخ سورۂ یوسف ہے اون کے مصحف رو میں

تلیں اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستوں کے
برابر وزن میں سنگ صنم اک سو ترازو میں

سمجھا ہے منجم برج میزاں میں قمر آیا
جو قاتل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو میں

میں وہ ہوں آبلہ پا روز محشر بھی خواہش ہے
برے اعمال کانٹے ہیں تلیں سب کے ترازو میں

زمیں جو میں نکالوں آسماں سمجھیں اوسے شاعر
کہیں سب ماہ نو مصرع کہوں گر وصف ابرو میں

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جا ئے
کہ تیری کفش کے گل ہے ہمیشہ جو بسے خوشبو میں

چھڑی پھولوں کی ہے تلوار سے دست نگاریں کے
ہر اک گل سے زیادہ ہیں سپر کے پھول خوشبو میں

کہیں مکتوب میرا وس بت مغرور تک پہونچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو میں

جو ہیں خوش چشم اونھیں کیا احتیاج زیب و زینت ہے
کوئی سرمہ لگاتا ہے بھلا کب چشم آہو میں

دکھاؤن دیدہ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے

دل صد چاک سے شانہ کرونگا اوسکے گیسو مین
کہ بیتابی ہے ہر مضراب کا عالم اک مو مین

۹۷

وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

۱۵

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی طرح دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہے پر پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونگا مین تری تیغ سے لکھا ہی
خط تقدیر ہے یہ جوہر شمشیر نہین

دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون سے اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہے کسی نے کہو ن
ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ گردن مین گریبان لٹکے
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہے وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پر وہ کہتا ہے مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دیکے وہ قاتل سا ہے چپ چپ بیٹھا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہے نہین ہے جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

آسمان کا ہے سینہ کا نشانہ اک بار
آہ کماندار رہا ہے ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین
٩٨	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر دہن زخم مگر قابل تقریر نہین	١٤

اسقدر ہم ناتوان و زار ہین — بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا — اندلون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کے بدلے خون گرم — ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان — ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک — اپنتو منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجھکو مگر حیران ہوے — آئینے جو پشت بر دیوار ہین
لے اوڑا ہی وحشت کہ اپنے پاون کے — منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح — کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان — ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ — واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ کے — ہی بری آب و ہوا بیمار ہین
اپنتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ — آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین — نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

٩٩	کون ہی بیزار ان وزرون زیر	ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	٢٤

خواب میں دست تصور بھی کبھی محرم نہیں
ای پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہیں

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہیں
دور ساغر ساقیا دوران سے کم نہیں

ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پرخم نہیں
وہ سلیمان ہون کہ جسکے قبضے مین خاتم نہیں

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہیں

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہے آدمی بھی کچھ پری سے کم نہیں

کیا کرون گلگشت گلشن اپنون فرقت مین
خار ہے گل مین ہے آبلہ شبنم نہیں

ہے مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالہ مہتاب ہے یہ حلقۂ ماتم نہیں

مثل گوہر ہے مہیا آب و دانہ غیب سے
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہیں

اپنے آگے سرفرازی ہے دلا سرگشتگی
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہیں

تب مزا ہے یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہے پھول تو ہے قطرۂ شبنم نہیں

سیل بھی آئے تو آئینہ ہے دیوار کا
گھر مرا معمورۂ حیرت ہے مجھے کچھ غم نہیں

منعمون نے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نسمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہیں

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہے شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہیں

طور سنگ آستان ہے ہر شرر ہے برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہیں

آب خنجر بھی گوارا ہے پلا دے خود جو تو
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہیں

اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دست خم گشتہ ہین خاتم کہ سلیمان ہم نہیں

دیدۂ تر سے نہ دیکھون سوئے آب زندگی
سامنے مجھ خشک لب کے قدر جام جم نہیں

رہی ہے میری کیا کیا الجھن کتنی ہین جو ۔ ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے ۔ تہ مین سنگ فلاخن ہے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر ۔ نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کچھ نگہبانی ہی فلک ۔ گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی بکھر گئی واہ ری شوخی تری ۔ دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا ۔ آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۲۸	کھاتے کھاتے غم بھی ہوجائیگا راحت ای وزیر سم اگر کھانے کی عادت ہوگئی تو سم نہین	۱۰۰

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین ۔ حلقہ ماتم سے زنجیر جنون کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین ۔ حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دل کے قبضے مین انگشتر رہی ۔ حلقہ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی ۔ آہوونکو رو برو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا ۔ گریہ ہی پیدا تری دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق ۔ بسنہ چراغ برق کو روغن سے بڑھکر کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوے سلیمانی کرون ۔ مہر خاموشی لب پر کم از خاتم نہین

اوس کے جلوے نے چمن جاکے کہین گلشن میا ۔ آگیا ہی عارض گل پہ عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی ابلتی سے ہی موج شراب ۔ بہہ گئے ہم ہجر مین کسکو خیال یم نہین

خاک کر دو اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اوپر ہی شبنم نہین

پر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہی گلا پیدا کیے
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے ہین کم نہین

آئی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھ اوسکر نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جو ہر تو اضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کے قطرے آبلو سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پہ فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جس پہ ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

ای گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوئی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گالتکیے کو رکھ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کان لگے پردے مین آواز اوسکی گر چپکی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی رہ گئے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی سایہ عکس		مغز بادام ای پریرو بے سبب تو ام نہین
١٠١	بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین	١٥

تیغ وہ آبدار لاتے ہین ۔ دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پانون پڑتی ہی اپنے جب زنجیر ۔ طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک ۔ عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا ہین نے ۔ آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم ۔ جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر ۔ مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا ۔ چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل ۔ دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل ۔ میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے ۔ کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب ہمین گے تیر سے کب ۔ بلبلون سے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر ۔ لن ترانی کیسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو ۔ ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی ۔ اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

۲۵	خط مین لکھتے ہین شوق دید و زبیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۱۰۴

قوت بازو ہوئی ہین ای سمن بر اونگلیان
طائر رنگ حنا کو بنگئین پر اونگلیان

پار گذرین دل کے جب کہدین جگر پر اونگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان

کیا ہی نس و رون پر چڑھی ہین ای ستمگر اونگلیان
پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر اونگلیان

کر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
جب ہین جھک کر ہوئین پانچون برابر اونگلیان

لون بلائین ہین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
گل کھلاتی ہین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر اونگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
ڈر نہ ای قاصد کہ چھوتی ہین اکثر اونگلیان

بل بے مستی ٹپکتی ہے پسینے کی طرح
گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر اونگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
جھانکتے ہین کسکی تہین جیسے باہر اونگلیان

ہو گا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہے
دل چرا لیجائینگی بے چور بنکر اونگلیان

جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کی طرح بھر دینگی ساغر اونگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہے چھلون پر تیرے
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان

رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
لال ہین درجہ کہان تجھین ای کبوتر اونگلیان

واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان

کم کسے سمجھین تمسے دست حنائی یا شہید
سب ہین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

ہونہ ذوق میکشی یا ساقی کو ثر اوسے
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی پتہر اونگلیان

آئینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین ہین آپ
کاٹ ڈالینگے ابہی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین ابر قیامت کا ہی کچھہ تحریر حال
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون بچارے گا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتھیلی کے نہین ہین مصحف کہلکر اونگلیان

مشورت کچھہ قاتلون ہین ہی ہمارے قتل کی
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
کرتی ہین اہل دست وحشت کا نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤن کے بچھوے بھی ہنگام رقص
کرتی ہین خنجر زنیان ہر سر قدم پر اونگلیان

ایک ہی تو کہتے ہین یہہ سب کے سب مشتاق قتل
ہاتھہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے
اے زلیخا اسپہ کٹتے ہین وسپر اونگلیان

103
شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج
اے وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان
10

بھری ہی تو نے جو ساقی شراب شیشے مین
پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہہ درد شراب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین

غروب جا کے پہر آفتاب رہتا ہی
نہان ہی آٹھ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہی نہ ہو زیر آسمان غافل
پری کیطرح نہ ہو مست خواب شیشے مین

کیسلے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے
فلک دکھاے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہے یہی
ہماری روح پہ ہووے عذاب شیشے مین

سواے روز مرے سیکڑے مین ات کمان
فلک کی طرح سے ہے آفتاب شیشے مین

۱۰۴ وله ۹

میرے نالونسے تہ و بالا ہوئی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک اور بارہا سر پر زمین

ہے دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وہ انکی سرزمین

کسطرف جاؤن کہ ہون دو بلاؤن سے نجات
آسمان گھر گھر یہی ہے اور یہی گھر گھر زمین

بار ہی بار یہ مجھے پیسین ہے رنگ آسیا
آسمان دن بھر ہے گردش مین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہے آہ گرم سے
کانپتی ہے ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید
وان عوض سبزے کے پیدا کر لی ہے نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہے
رکھتی ہے آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا
آسمان ہے دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھے بیٹھے کو مرے کافی ہے اب تل بھر زمین

۱۰۵ وله ۸

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون
ہمصفیر وان چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہے مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر
کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون

آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ
خال ہوے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون

کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین
طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون

بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا
دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون

اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاونکی ٹھوکر کا لطف
ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶ — روز محشر سے وزیر افزون ہی اس کافر کا طول
اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون — ٧

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن
آج گل دامن دولت ہی ہمارا دامن

ای جنون باد بہاری سے نہین جنبش مین
کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

جامہ چین سے نہین یہ پھول جنے نرگس کے
سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن

بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی
باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن

خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون تک
مل گیا آج گریبان سے سارا دامن

آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی
جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷ — ولہ — ۹

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین
تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

ای صبا پہنچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک
خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سوکھکر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کی چھوٹ جانے سے خار آستین

ضعف سے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر اندرون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین ایجان جان مصروف ہین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دوش پہ رکھا اولٹکر کسنے دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیونسے بہار آستین

تھک گئے آنکھونمین آنسو آتے ہی جلنے دماغ
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی لفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

۱۰۸ دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر
اشک گلگون سے ہی اندرون بہار آستین ۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین عشق الفت حق
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا ہمین
دہن کے ہوتے نہ ہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہوکی پڑھ دوگانہ عشق
جو بے نماز ہو وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی بالغ دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھسے پھرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک
یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہمنفس ہو ولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
ہو نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہو آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ لوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہے گا ہجر کا دن کب کبھی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

ہمی وہ آتشۂ کفر و دین سے خلق ہو مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

۱۰۹ پکارا اپنا گدا کہکے مجکو اہ شہ حسن ۱۸
فقیر ہون ترے در کا وزیر نام نہین

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہو کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سہی قد ہو
مگر یہ عیب ہو چلتی نہین خرام نہین

کھو نہ سرو کو اک زر خرید ہو اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہو گنجایش کلام نہین

بجھی ہو آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہے فرقت جانان مین چشم دختر رز — یہ گردش آنکھ کی ساقی ہے دور جام نہین
نہ دیکھا نقش قدم کا صدمے اپا نہ سنے — سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین
برہنہ رہتی ہے شمشیر ابروے قاتل — مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین
بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہے جن سے شہید — کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین
نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو — ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین
جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی مژہ مین — تری طرح تری تلوار کو قیام نہین
ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہے — ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین
پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین ہندو — مثال دانہ جو گردش مین ہے امام نہین

۱۱۰	نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین	۱۶

ہے غلط کہ ترے دانتونکو کہون تارے ہین — کہ دہن مصحف ناطق ہے یہ سیپارے ہین
اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین — شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین
کیا ہے ہر جائی حسینان جہان سارے ہین — یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین
ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسی ملیے — ہونگے یہ قند سیہ اتنو شکر پارے ہین
بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے — خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین
چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح — دن ہے کم شام کے آثار عیان سارے ہین
ساغر چشم کے سوٹے نپڑینگے بوسے — شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز ہما کر اوسے پونہچاتی ہین
آب جاری کیا اعجاز سے ای نخل کرم
مصحف رخ کو وہ دکھلاتین اگر تیسون دن
ہاتھ اگر چھونے سے جل جائے ید بیضا ہو
رنگیتے کب ہین ان آیتو نہین ہین یہ لیتے بال
پشت پر ہین جسے سپر خم ہوے ہے تیغ کی طرح
روبرو رہتی ہے تصویر تصور شب و روز
دیکھکر تجکو حسین کٹتے ہین لیتے ہین بناو

اشک کا ہیکو ہین نہ اک گمہر کاری ہین
انگلیان کا ہیکو ہین لوکے فواری ہین
نئی پھبتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین
لعل لب اوس بت کا ذرکے وہ انگاری ہین
ہاتھ نہ انوپہ کبھی یار نے دے ماری ہین
چار پھول اوسکے تمہین پھولونکے پشتاری ہین
انتہی ہے منت خلق آپکے نظارے ہین
کنگھیان کرتے نہین سرپہ وان آرہی ہین

۱۱۱	دل پہ جو گذری خبر اوسکو نہ دی آکے وزیر لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین	۱۵

سب کو خسار مغلطہ یہ تیرے پیارے ہین
منہ نظر آتا ہے آئینے وہ خسارے ہین
زہر ان کا تو نہین ایسا ہی جو دیکھے مرجائے
شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہر
آہ مین ولکا غبار اشکو نہین ہین بخت جگر
منہ چھپائے ہوے ہین نانے سے طفلان حسین

بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین
اپنی بھی بیر ہوا اونکے بھی نظارے ہین
سیکڑون سانپ تیرے گیسوونے مارے ہین
کوس رحلت ہی بس صبح کو نقارے ہین
رونگٹے جسم مین کا ہیکو ہین فوارے ہین
بادمین خاک ہیر اور آب مین انگارے ہین
ہے علم ابھی خردان ہین سیپارے ہین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین

اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ لکھا شوق جمال
پشت قاصد ولاناموں کے پشتارے ہین

چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین پاؤ
ڈھیلے آنکھوں کے ہمین آہووں نے مارے ہین

بیسی او دہنین تیرے لب آتش رنگ
اپنی نظرون مین وہ ہوانی ہار انگارے ہین

متصف وصف تفسی ہین دو نون عارض
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین

کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورتگر
کیسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین

لکھدیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ
صنعتین کین ہین تیرے اوسنے نہین بارے ہین

۱۱۲	الفت چاہ زنخدان مین لاغر ہون وزیر روزن گور مری نظرون مین اندھارے ہین	۳۱

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
مبتلائے کافر و بیدار آنکھین ہوگئین

سرخ پلکین ہوگئین خونبار آنکھین ہوگئین
دیکھ لو اب زخم دامن دار آنکھین ہوگئین

دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
جا بجا سے شربت دیدار آنکھین ہوگئین

آنسو اوہی اشک بہنے لگا ہی خون گرم
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین

لڑگئین تمسے جو آنکھین ہوگئی اکبار صلح
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین

کشتی مے لے کے اے ساقی لوٹیچ بہر خدا
بے ترے محفل مین دو بار آنکھین ہوگئین

ہی تصور لبکا آنکھون مین خط رخسار کا
آئینے کیطرح جوہر دار آنکھین ہوگئین

اے بتا کافر ہی بس بے عیب انسانکی
لب ترے عیسی ہو بیمار آنکھین ہوگئین

گھٹتیں پلکیں ہیں بنگ خس می انکو تنکے سا سمجھ
انتو نظر وہیں گل بیمار آنکھیں ہو گئیں

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
اے پری آہوے خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں

میرے پاؤں کی طرح ہیہات اب گردش میں ہیں
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں

عین نادانی ہے اب انسے جو رکھیے چشم وا
شکل مژگان پھر گئیں بیزار آنکھیں ہو گئیں

لخت دل یاقوت ہیں آنسو ہیں موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

دو تو ہیں چشم سخنگو گر نہیں ہے اک دہن
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں

عشق پنہاں دیدۂ گریاں نے ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہے لب اظہار آنکھیں ہو گئیں

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش میں ہے
خوب کاوی ہو گئی ہیں راہوار آنکھیں ہو گئیں

ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلو سے صاف ہے
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں

تول لیتے ہیں سدا نظروں میں جنس حسن کو
پلہ میزان مری اے یار آنکھیں ہو گئیں

ہے تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کی طرح زردار آنکھیں ہو گئیں

کہتے ہو سب دیکھتے ہیں تیری آنکھوں نے مجھے
سچ کہو عیار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں

چلیے اب صحرا سے کوے یار میں دکھلائیے
آبلوں سے پاؤں میں دو چار آنکھیں ہو گئیں

پھول نرگس کے بناتے کب یہاں ہمارے سینے
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں

اے خدا اشا ہے ہمارا ہم وجہ اللہ ہے
جب نگہ کی بت پہ تجھ سی چار آنکھیں ہو گئیں

آلیا انکو بنا یا عشق تیر یار نے
ہے سری تار نگہ سوفار آنکھیں ہو گئیں

پیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہیں شاخوں نے درخت
کسکو دیکھینگے جو اب درکار آنکھیں ہو گئیں

چپ کھڑے ہین بن گئے ہین نقش بر دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہو گئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر
بادہ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہو گئین

روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ جیستان تر
جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھین ہو گئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدہ و دانستہ قتل
جوہرون سے تجھین ای تلوار آنکھین ہو گئین

آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین جادو کر دیے
ای صنم جو بائل زنار آنکھین ہو گئین

١١٣ پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریب
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہو گئین ٥

اوس چشم کے ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین
کیون گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکھین
بس مژگان مین چھپ جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل ترے دید کو پیدا
تارون کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آکے پتھراتی ہین آنکھین

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سے کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

ہین کیا جہان دنگ ہے اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہے کہ قرآن غلاف مین

شبہے سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہے
بس ایک رونگٹا ہے وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہے
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

١١٤	غزل فارسی	٦

بہ بینی وقت رفتن حسرت دیدار نگار من — گر از نقش قدم پیداست چشم انتظار من

نگہ از دیدن او چون پر پروانہ می سوزد — نگہ دارد چراغ از داغ دل شبہای تار من

فلک گر دارد از فرط حرارت کورۂ آتش — معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — بہ بیند گر کسی آیینۂ لوح مزار من

اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نہی — صفا یا صورت آیینہ می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی بین سودا ئی نہین — مج بوسے زلف کی بیڑی چھپائی نہین

شوق میخوار بین ساقی یہ چلا دریائے شک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

ولہ

نظرون سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین — دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین

چلین انفاس کے ہین اندلون کچھ نکہت گلین — ولہ — کہ آمد شد ہوا سکی کو چہ منقار بلبل مین

بہ رنگ بو ہی سکر وحی ایسی بلبل مین — ولہ — بچھری چمن کی روش کو چہ رنگ گل مین

صد ار و نکی آئے گر ادسے چھیڑی تو اے مطرب — ولہ — جو میرے آنسو و نکے تار ہون تیرے ستار مین

خدا کو مان اے شور حشر ہمکو جگا — ولہ — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نکرین

جگا دیا مجھے سوتے مین سید ملائک ہو نہین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سے تہی پایا کنار پیر کو
اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیرانداز ہو سیدھا تو کرلو تیر کو

مار ڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھہ نخچیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی تنگ چینے
کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو

تو نہ بوسے دے سکا لیکن ترے دیوانے نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہے تیرے مکان پر یار جوہر کی آنکھ
گرد دامان نگہ منگوائی تھی تعمیر کو

ہے زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدے کا تھا عیان ورنہ پست
خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پٹ گئے ہین سیکڑون چھپا لیے جو اے خونخوار خلق
کسکے خون گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو

تو وہ ہے قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے
منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد اے شیرین اگر کہین قیام
دودھیا تجھ سے جاری کرین جوے شیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا پکڑ کے دیکھا ناز سے
دے اب اے بلبل دعائین خار دامنگیر کو

جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو

ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہے
مت سمجھ بیجا پاے شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلۂ آواز نے
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا فتار یا
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتھہ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان بھی پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجہسے نہ پنہان ہوسکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

پہر استقبال جاؤ نمین کیسی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آگے دیکھون اوسکے تیر کو

116

ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے ای وزیر
کھینچے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

19

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہو ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سر اوٹھہ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

رووُن زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بناؤن مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا ای شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھہ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن کھلا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سنیو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانان کی صفت
ای گل زخم جگر تیر الشانہ کیا ہے
جو گیا تیرے مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
گرمیان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
بن گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے

سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو
کوہ کو بستان مین سمجھا شیر جنگے شیر کو
آگ لگ جائے الٰہی موت کی تاخیر کو
اوسین اب شاخین نکالے کہدو ابھی تیر کو
مہر خاموشی ہوا ہی میرے لب تقریر کو
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

١١٧

شکل ابرو منہ پہ دکھاتی ہین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

١٣١

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
اوس گلعذار سے کہو سر کا مرے منہ باندھے
مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے

ہی انتظار صبح شب انتظار کو
پھپھلی کیطرح تلوے چھپاتے ہین خار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو
گل کردیا صبا نے چراغ مزار کو
پھولون مین کیون بسایا ہی مشک تتار کو
دیکھا جو چراغ کسیکے مزار کو

ای گل کہاں نہین مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صداے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہے مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ مین
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پہ
یون روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مستی نے تیری داستون کی برپا کی گرد باد
گرد بیٹھی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھوکر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے باغ مین
روشن بہ رنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھاے پردۂ کثرت جو آنکھ کر
پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ بھی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا کرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون سیلغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نے ہون تیری ورمی لب سے فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگاے تو مجھ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن یہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نے ہار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولون کا ہار کردیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آئے موت کا مین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تردامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پہر سوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸

آئے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر درِ شاہوار کو

۲۴

مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگالون گا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اس کا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہتا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ میں چکنغان کیطرح پانی بھر آئے / دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کہ باتیں لڑائی کی لب لال سے نہ کم / وے لال سکے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن میں تری زلفوں کو نہ بھولا / افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتا ہی جہان تجھ پہ اے قاتل عالم / اب زندہ بھی پہنے ہو پھرتے ہیں کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کا ہیکو کوئی بات / صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری / جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے اے یار کنوئیں میں / دیکھے مہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشموں کے مضمون کیے مینے قلم بند / تیرے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہیں کیا کیا مجھے اس پہ بھی ہنسی / اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

انکھوں نکو تری سرمے کے دنبالے گران ہیں / شاخیں ہیں وہ بال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا / بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ بھی خوش چشمونکو مجھ سے وہی کاوش / سبزہ مری تربت کا چرا لیتے ہیں ہرن کو

یاروں نے پس مرگ مرے باندھ لیے ہاتھ / تھا خوف کہ ٹکڑے نہ کرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھ تہی دستی کی ورنگی / دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

119 | جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے / گویائی ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو | ۱۴

دوست سب کہتے ہیں سرو قامت جلا دو / نکلے قمری تو ٹے کر بیضہ فولاد کو

پونہچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو
آئے چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشۂ موے کمر کھینچا تو بھولا تھا لچک
ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈھانپ دیتا ہی قفس گلہاے سے
رحم آجاتا ہی مجھہ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ رے سوز فراق
موم ہجائے اگر لون ہاتھہ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہو جائینگے
پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقے کر کے سرو کو آزاد اوس نے کر دیا
کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹکے سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجھے
سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھنچنے نہ دی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھنچے زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہرو چوٹ لپک لگ گئی
تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
گا بہارا او طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھون کے طوطے اور گئے
جاؤ رے صدقے مین چھوٹے دو کہا اب صیاد کو

۱۲۰ ولہ ۳۴

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو
شوق سے کعبہ کہون ہین ابروے خمدار کو

جب صبا لائی اودھر سے بوے زلف یار کو
نافۂ مشکین بنا یارو زن دیوار کو

کر دیا پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤں پڑتی ہے حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہوں لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں میں جنت میں کوئے یار کو

دوسرا مصرع ہے سایہ قد اگر مصرع ہے ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہیں اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو بھیجے صوف خر
باندھیے سوچ سے مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہ گئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب اے بخت خفتہ المدد
نیند آ جائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھوں چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریوں نے طوق بھیجے میرے ہاتھ
لکھ دے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان میں ہوا میں گرم رو اے شعلہ خو
کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤں کیوں پڑتے ہیں میرے کیا ہوا انگور گنا
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیوں نہ ثابت مجھے ظالم کی قسمت میں ہے عیش
دیکھتا ہوں آتے دن خندان لب سوفار کو

چشم جانان میں نگیوں ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہیں اب ہی برابر رات دن
سر سے پا تک دیکھ کر زلف دراز یار کو

خال بازی اٹھی لے کو نکو بھاتی ہے بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوئے یار کو

بند ہے دروازہ اوس گل کا مدد اے بال شوق
عندلیبوں کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہے یعنی آنکھیں ہیں نرگس کے بھی پھول
برگ نرگس کہیے اے گل ابروئے خمدار کو

اے بتو در پردہ تم سے زاہدوں کو بھی ہے عشق
صورت تسبیح نہان رکھتے ہیں زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منھ سے جھڑتے ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پر اُٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن ور ناتوانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضراب ہین ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا رکھیے اندرون
عرش مین لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھون مین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستہ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کیطرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آہی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب رووون منھ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

١٢١	پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ہی ورنہ سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو	٣٧

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
دیکھکر خورشید کانپا ابروی خمدار کو
گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھ آیا فکر سے
کیون نہو ہمکو ادب ابروی خمدار کا
غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسین
برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نے لاکھ تیر
اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کون غیر از آبلہ اوسکا ہم سرداری کرے
لاغری سے آج ہم دوش ہوا پھرتے ہین
اسقدر ہین کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
توڑکر سو بار دی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
پاؤن نکے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ

یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ای ماہ اب تلوار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو
زور افسون سے کیا خاتم دہان مار کو
چوم کر لیتے ہین محشر ہاتھہ مین تلوار کو
آگ لگجاتے تری اس گرمی بازار کو
ابروی خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھ پہ تیغ خار کو
ای گلو ہنستے سمجھے گل خار سر دیوار کو
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو
ہی بہت ناساز آب و ہوا بیمار کو
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو
یا الٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو
دیدہ سر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری وسکے وحشی طوق ہین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر می بنتے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دو ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون گل سی نشان
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اسنے خندان کردیا
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہردار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
ای مژہ تو ابر کردے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لائے ہین اپنے ہمتو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کردین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی اللہ ہین
ای بتو مصحف کہوگے تم اگر رخسار کو

١٢٢	وصف ان شیرین دہانوں کا لکھوں گر ای وزیر نیشکر دم میں بنادوں کلک کو ہر بار کو	٣١

بنے گلخن جلادوں آہ سوزاں سے جو گلشن کو
کہیں بن خوشہاے سوختہ پھولوں کے خرمن کو

وہ بلبل ہوں جلادوں آہ سوزاں سے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولوں کے خرمن کو

ہمیں بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہیں کوئی
صبا سے کہدو گل کردے ہماری شمع مدفن کو

جنوں نالوں سے میرے کیا وہ غفلت سے نہ آگہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیروں کے شیون کو

ولا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے
کرے نیرنگیاں ڈالیں اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکوں کے آنکھوں سے جو گرتا ہے
جنوں نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہنچے
بنادوں حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی سے جذب مقناطیس بخشا ہے
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاؤں طوق آہن کو

مسی آلودہ لب میں آہ کیا ہی جلوۂ دنداں
بھرا ہے ابر نیساں نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہیں جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
سنو اے جنوں سمجھے ہیں لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب اے ماہرو نکلے
الٹ دوں جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آئے بھی اے وحشت یہاں پتھرا گئیں آنکھیں
بھرا مژگاں نے میرے پتھروں سے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی نہین جاتی
مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
صدا آنے لگی ہی زاہد و اللہ اکبر کی
چمن ہین دیکھکر جوبن گل کی سے شیشۂ مے کا
ہمین پہ سنگ طفلان کم نہتا یارسے ای وحشت
یہ کسکے گوہر دندان سے اسنے ہمسری کی تھی
ہین لوای بتو زنار تسبیح سلیمانی
ہر اک پروانہ بہی محفل ہین مستونکی طرح لوٹے
ہی نالان صورت ناقوس سیر اگنبد بدن
کیا شرمندہ شگوفے نے کھلا دے اب عارض
برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
عوض ہے والونکے تربت پہ شور عندلیبان ہی
نکل جاتے ہین گر رہتا ہین لوسنگ ای وحشت
یہ کون آیا تہا گھر ہین جو دماغ اپنا فلک پہ تہا

کبہی ہوتے نہ دیکھا خشک ہنستے آب آہن کو
سپر کے پہول لازم ہین چڑہانا سیر دشمن کو
جو رکہین سنگ مرقد آپ گردش ہو فلاخن کو
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو
خجالت سے جہکا لیتے ہین طاوس اپنی گردنکو
طلائی کردیا خون گلو نے طوق آہن کو
ملایا جو خدا نے خاک مین ہیرے کے معدن کو
رکہو راضی اسی پر دمین ہی شیخ و برہمن کو
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو
نہ بہولا خاک ہوکر بہی ہین اے س طفل برہمن کو
بنا پروانہ ای مہر و چراغ صبح روشن کو
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو
کیس نے پہونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو
تڑپنے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو
سمجہتے تہے چراغ خانہ شب بہر ماہ روشن کو

۱۲۳	کرون گر ہین خیال گیسوی شبرنگ مین آہن وزیر اکدم ہین گل کردون چراغ صبح روشن کو	۹

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی خوش ہو کے دم نکلا
سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون

بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو
برنگ شیشہ ہم روکے دیکھا دور ساغر کو
سنوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

١٦	وله	١٢٤

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
وہ صید ہون کہ پر بھی جہان اوڑ سکا نہو
بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ
مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو چین یا نصیب
مے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
خون جگر پیا ہو جسنے وہ مے پیے
ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہی
رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال

قطعه

نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو
یارب مجھے کہین پہ ما ہی ملا نہو
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو
تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہوا نہو
کھاتے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھنچ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تینے لگایا تو فائدہ
بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھسے کرو بیوفائیان
تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام
ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو تھوکی مزار پہ
اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہی چرخ جفا جو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھ وہ شوخ
کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

مہر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی تجھے
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روح کو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق
اوسنے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکھون تو کیونکر آنکھ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵	تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو	۲۴

کیفیت اوسمین کبھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بو تل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
امی جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھکے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا ہین بہی گھٹی ہوئین مژگان کی پلٹنین
سرمہ جو دود توشۂ گرد سیاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجھ سے یار
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج و حباب وار نہ عریان ہون کبھی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھ سے گناہ ہو

سوجھی ہی اولٹی دشت نوردی مین اے جنون
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار جہت تا کلاہ ہو

نظرون مین ہون سبک تو مین چڑھ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ روان کہین آنکھون کی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا کہ اٹھ
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہے اپنی شکل نظر کیا گلا کرون — تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط — اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانے ہوگئے ہین ترے شاہدان باغ — گل پھاڑ کر قبا نکلین داد خواہ ہو

بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہے — دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہے سایۂ قاصد سواد خط — جائے جدھر وہ ساتھ سیہ اشتباہ ہو

پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ — بوتل فراق مین بگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶ — ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑکر / گلشن مین لو تلون سے جو ابر سیاہ ہو — ۲۶

نہ بنے مثل حباب ابتو ہی گوہر آنسو — اپنی قیمت نہ گھٹا دیکے کہین جم کر آنسو

کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو — نکل آیا ہے پسینے کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو — ہین عزیز اب مجھے آنکھونکے برابر آنسو

تونے ڈھکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا — ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین — ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیئے دربان کی — چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو

چل کے تلوار تری رکگئی کیون روئے ہم — بنگیا گشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکھکے تجھکو تو نہو آزردہ — پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رکھتی ہے گریان ساقی — جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائیکی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ دالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بط می سے زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہوگئے سیشۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت
تھا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہوگئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین لو آتین نکل
جسطرح آنکھ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھ ویران ہون رکتے نہین جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر ہین کرین تر آنسو

جو ہو رسوا کہ عاشق وہ چڑھے سولی پہ
آے مژگان پہ جو ہوا آنکھ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اسکو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جاے دل بیسر و پا
ابھی دیتی ہی اوسے پاون تک آ کر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین چل پھر آنسو

٢٠	ولہ	١٢٧

آہ کھینچون تو بہاتے ابھی پتھر آنسو
نکل آتین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون ہنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کے لگا یاکیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گر دیتی کب اوٹھاتین پھر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دو لو آنکھین تجھے ہی یاد آتین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب وہی تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خنجر کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہاتے مژۂ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

ہین وہ میکش ہون نظر آتین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہو اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا اکثر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجہ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف افشان مین مدام
پھول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آتشین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار لو چھپے جو مرے اشک سرو ہو کبھی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین وزری کی
آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تجھے مین رسوا کرنا
لو اوٹھا لیتے ہین اوسے کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہوجا
وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجھکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجھکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجھکو
صبح کا چاک گریبان دکھانا مجھکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بدہو
ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ
سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ
بخت اسکندر رہے تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو بیٹھیے لیٹون ہی جوگی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزے دکھلائے گی تنویر پشت آئنہ

کیجیے داخل دل بیتاب ہی کی عوض
روز سینے نالہ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی اودھر تیغ نگاہ
آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ

یار کے منہ پر کہو نہین آج وصف پشت پا
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گلو
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئنہ

یار کے دست حنائی نے لگا دی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہی
نسر طائر طوطی تصویر پشت آئنہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئنہ

عکس رو سے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
کیمیے اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دید تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست آ نکسے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
مشکل ہی یہ نہ نکلے تیر پشت آئنہ

سایہ سان دنکو لپیٹ دیوار ہی فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتھ اوس رشک قمر نے کر دیا
آفتاب آسا ہوئی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بال نے عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکے کیون کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
پیٹھ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون نہ ہو دامنگیر پشت آئنہ

پیٹھ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہے رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب ہے مثل خط ظاہر ہوئے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑھ جائے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا نے تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بنگیا سونیکا گھر
دست رنگیں میں بڑھی توقیر پشت آئینہ

١٢٩ — اپنے بیگانے ہوئے ہیں اے وزیر اب کیا عجب
روئے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ — ١٧

ہر عضو مسافر ہے نہیں کچھ سفری آنکھ
ہے آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہے دلکش سخن اے رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

ان آنکھوں میں صانع نے بھرے کوٹ کے موتی
قسمت یہ ہماری ہے کہ اشکوں سے بھری آنکھ

باتیں جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان بنے اے رشک پری آنکھ

آیا ہے مرے دل کا غبار آنسو کے ساتھ
لو اب تو ہوئی مالک خشکی و تری آنکھ

اب تک وہی رونا ہے وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے پھر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامہ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ لکھا
ہو جائے نظر ثانی میں اسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سے نکل جا
نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا ابل بے جگری آنکھ

رفتار تو دکھلائے کہ خود رفتہ بنا دو
نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کیطرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
او دست جنون سیکھہ لی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل
ڈرتی نہ کرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے نانے چلا آتی
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰ | رہتے ہین وہ زیر اشک کی جا لخت جگر کے
اندرونہ جان ہو بے کان عقیق جگری آنکھ | ۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ
مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جائے تصور جو ترے لوٹا سے قد کا
پتھر اکے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین
ہم بادہ کشی سیکھہ گئے شیشہ گری آنکھ

جاوٗ جو چمن کو تو کرے فرش رہ نا
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈرتے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اوسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ چھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو جسے تھین تاک رہا ہی	کیون دیدہ روزن پہ اجی تمنے دھری آنکھ
کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل	رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ
ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے	ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ
نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو	ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ
گردکا کہین مہرہ سرے کا دنبالہ او ڈھلائے	ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی بھری آنکھ
دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز	نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

١٣١ — وله — ٢٠

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ	چشم جوہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ
نہ ہٹی پیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ	بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ
اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب	کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ
تم رہے بام پہ یہان لگ گئین آنکھین چھت سے	رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ
اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا	ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ
در دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر	اسکو دکھلا تو مبصر ہی بڑی میری آنکھ
خط رخسار نہین یہ سے نگہ کے ہین نشان	عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ
یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل	رو کے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ
رخنہ دیوار مین معمار بنا تا کیا تھا	تو نے روزن کی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ
زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو	دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کیطرح سے بزنجیر ہوئی جاتی ہی نرم
پڑتی ہی جو شش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نے کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتے ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے
آے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آنے لگی زمین کشتی دریاے فنا
دیکھ لینا جو مرے ساتھ لڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مستی کی دھڑی میری آنکھ

آے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
کیا عجب پاس نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ

دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
اوگے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۲	یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ	۱۶

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
بتو بندے کے ہی خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا [illegible]
لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی [illegible] رسوائی
رہے گر مجھسا پارسا ہمراہ

مجھے دیکھا جو [illegible] نگاہ کبھی
تھا تصور زبس ترا ہمراہ

بیچ تنہائی لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھ مشعل
کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوئے بعد اپنے بیوفا عشاق
لے گئے یاں سے ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا میں کشتہ ہوں
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے
اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئے ای قاصد
ٹھہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہی بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ

رہی یاں گردش اور جامہ دری
کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ

گالیاں جیتے جی ہیں دل لیکر
جائے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۴۳
جانہ تنہا تو ای سر خوبان
ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ
۱۲

سائل کا ہاتھ چوم لے دست خدا کے ساتھ
آیا ہی بادشہ ترے در پہ گدا کے ساتھ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا میں قضا کے ساتھ
بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھ

رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھ

جی ڈھہ سا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھ
نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ

ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ میں
دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھ

ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم میں
دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے مجھون
کھنچ جاؤن مین بھی دانۂ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ کے گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دو تو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مر کر ابھی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک ختا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۴ | بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ | ۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئینہ
صاف آتا ہی نظر چاند کے گھر مین آئینہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئینہ

دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئینہ

جوہرون نے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئینہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف سفر مین اور حضر مین آئینہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی دینے کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئینہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئینہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئینہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جاکے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئینہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئینہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار / دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا / ناتوان ہین بن گیا اسکی نظر مین آئنہ

پڑ گیا گر پرتو آب ور دندان یار / ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروے سپہ قاتل نے کہا / دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفای روے یار / دیدیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض وسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو / بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

۱۳۵ خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اہو فریہ / آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ ۱۰

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ / اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئے گا نظر موے کمر / امتحاناً آپ رکھہ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل / ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی ہاں ہوتے نہین یکسان نصیب / کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھر لیے دست خوبان مین سدا / گھر سے گو نکلا نہین پہ ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی / ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر / دیکھ لے ہوتا ہی اے دل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائے گا اگر روے عرقناک اے صنم / اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

چاندنی مین سکتی مری حیرت سے آکے چاندنی / نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیر جو منہ اپنا دکھا کر یار نے — بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب — بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے دندان یار — ڈوب جاے اے خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین — تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار — چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھ مجھ جنجو کا سر کاٹ دینگے یون عارض وہ — کوئی بھی دیتا ہی دست بچہ مین آئنہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا — مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

١٣٦	رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر اے **وزیر** ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ	١٥

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپٹ چھپا کے ہاتھ — ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

ایسین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ — ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کے ہاتھ

آ پہنچی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر — مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو — قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

لو پہنچاے ہدیان سنگ در تک مری — لیجاے چرخ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھکے یار — کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر — ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا — دامن سے ہو تو جائے ہوسے چھوڑا کے ہاتھ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہے ہنر		موسیٰ کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اولٹین جو آستینین تو اک صفا دلٹ گئی		تیغ برہنہ ہو گئی ادس و لربا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر		ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزو ہے قتل اجی دم ندو مجھے		چھوٹا ہی نیمچہ تو لگا و بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجھ سے کو دیا		کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجھسے مضامین نہ ہو سکے		جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آ کے ہاتھ

۱۳۷	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین اے وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۹

خط کو جانباز و ن کے درکار ہی کب سر نامہ		میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	.	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر		دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے یہ ین کہین ڈھونڈ ہے نملا		قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا اگر لب جو خط سو ہے ساقی لیجائے		لطف ہی پڑھ کے سنا دے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے یہ ین گر ہوا		بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۱۰

وہ پری زاد منانے سے خفا ہوتا ہی		اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی		آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی	کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی
ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی	ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی
آئنے کی دہین کھل جاتی ہی ساری قلعی	تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی
قفس تن مین گھبراتی ہی طائر روح	جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی
جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی	بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی
نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے	ہاتھ مہندی ہی کے حیلے مین بندھا ہوتا ہی
راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم	کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی
کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون	مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی
یا تو آتے ہی نہ تھے آتے تو کرنے لگے قتل	وصل مین بندیان سے بند جدا ہوتا ہی
ہون وہ لاغر کف جانان جو رکھتا ہی نہین ہاتھ	طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہی
توڑ کر آئنۂ دل کو بناتے ہو عبث	اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی
دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس رک رک کر	ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی
کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا	مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی
شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب	خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین وزیر سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	۱۱

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی	[illegible]	ای شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی | کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی
ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین | روز و حشر کا ہی اب کون رہا ہوتا ہی
دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین | جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی
اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال | خاک مین تو جو ملاتے ہے ہمین کیا ہوتا ہی
پوچھ لے تو دہن زخم سے میرے لذت | پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی
صورت ماہ نو آتا ہی پسینے تجھے | انھین باتو سے تو انگشت نما ہوتا ہی
کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی | جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی
ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بے حکم | بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی
جان کر سید اثر زار وہ ٹھکراتے ہین | کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی
سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال | ہاتھ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰ وله ۱۹

ای خیال گیسوی جانان تری تاثیر سے | کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے
ہم تو پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے | آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے
ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے | کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے
کون ہی چشم اسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین | بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے
وصف گلرویان کیا کرتا ہون بہر نگین بیان | عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے
پردۂ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق | آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہر اک بری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آیئے
تا ہو خاطر ملدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماریں نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ نہین ہین جو تری تصویر پہ بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

اے ستمگر تری ابرو کے ہزارون کشتے ہین
اس کمان کو دیکھیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فرید شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے اے نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہو سے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان اے گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

اے جنون مجھ وحشی ہیبت کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیرے وصف یکتا گر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر لکھنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جاے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکست شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانے مین کمان کے تیر سے

مشتعل ہوتا ہے جو تیرا خیال ابرو دیکھتا
مانگتا ہے داد از کو زاغ کمان پے تیر سے

گر نہ بد خلقی سے کچھ ہو بار رکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر یار انجانے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی بہ رنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جا نہ پاے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کر اے مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجاے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسو پرپیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا وہ بھی ہی تقریر سے	۱۴

حنائے سرخ جو تیری کف ای سرو رعنا ہی
عیان ہی پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہی

نگہ بیتاب ہو کر یون ہی خال سے دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی

بھرے ہین اشک چشم تر مین پر روتا نہین ہون مین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی

ادا سے پنجۂ پر نور رکھتے پر نہین رکھا
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے شیر اپنے گڑ گئے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت سے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان دشت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کی تیری آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفائی پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دندان اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین تجھ نکلتے سے
کہ گویا گوہر اک دریائے نورانی مین ڈوبا ہی

۱۴۳	ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی	۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گریان شراب ہی
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی

آنکھون کو کب ہی تاب اوسے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی

ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہی

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

اے طفل نے سوار رکھا اور ایکدم	یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہے
ہستی جو رات ہے تو ستارے ہین اوسکے دانت	سایہ جو چاندنی ہے تو رخ ماہتاب ہے
دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب	چشم فنا سے دیکھ کہ دریا حباب ہے
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو	یہ پرسش عمل تو یہین اک عذاب ہے
کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب	ہر اک سخن ہمارا مگر لا جواب ہے
بے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا	گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

۱۴۴ جس شے کو دیکھ آنکھ سے خواب و خیال جان
بیداری اہو زیہ یہان عین خواب ہے ۲۴

کیا دلوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھ کے تل سے	مسخر کر لیا ہے عاملونکو ایک فلفل سے
لبون پہ دم ہے اور عشق مرہ جاتا نہین دل سے	چھپاتے آپ خنجر منہ مین کہدے میر قاتل سے
جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے	ہوا ہے صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے
لب شیرین کو کہتا ہے نہین کم نقل محفل سے	شکر بیچی نہین پاتو نہ رہتی ہے مرے دل سے
پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے	بجھی وہ لگی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے
مری محفل مین بہر میکشی وہ آفتاب آیا	فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے
عیان ہے آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے	چراغ قبر مجنون کیا بنا ہے گرد محمل سے
رہین گر دور محبوب انس کچھ اونسے نہین ہوتا	نہین پرسے گئے کو الفت چراغ ماہ کامل سے
بغل مین یار ہے دیوانے کیا پھرتا ہے صحرا مین	صدا یہ آ رہی ہے ابھی زنجیر در دل سے

بچھی ہی چادر مہتاب اوس کے چھپرکھٹ مین — بجا ہی مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے
ہمین ہر طرح سے یارونکی ہی مدنظر خاطر — چمن مین وہ سمجھتے ہین رگ گل چشم عنادل سے
ہمیشہ چاٹتی ہی یہ ہمارے سنگ مدفن کو — مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے
نظر کی اہی پری جسنے ہوا ہیرا وہ دیوانہ — اثر مین نقش پا افزون کہین ہی نقش عامل سے
قسم قرآن کی اسبات پر اہی طفل کھاتا ہون — ترا چہرا سا یہ مکھڑا نہین ہی کم حمائل سے
ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر — ہی مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے
سفر مین پیچ ہی سبکی دوستی کا حال کھلتا ہی — پھرے آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے
عبث لکھوا رہا ہی اہی پری تعویذ الفت کے — مکان تیرا نہین کم خانہ نقش حمائل سے
نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر عیب ہنستے ہین — گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے
زمین تیرے بین جلتا ہون قدم مرا ہی گردون پر — خدا جانے ہی الفت مجکو کس مہ شمائل سے
یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو — کوئی لیلی بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے
جنون تجھ پر پڑے پن مرنے پر بھی یہ بدماغی ہی — دھرا ہی پھول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے
ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی — سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے
چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین — نکلتا ہی عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

۱۳۵	تصور جلوہ فرما ہی وہ زیر اوس رخ خندان کا صدائے خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے	ہ

مرنے پر بھی ساتھ ہی رنج گردش افلاک ہی — خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہی — چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہی — مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی — ہین فلک ساکن مین ہین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کردیتی ہی ہر مغرور کو — دیکھلو اہل سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پہول — ہر گ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار — چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

۱۴۶	وله	۲۵

سوائے قصۂ خوان فرقت کی شب کو کہانی ہی — ترے ابرو ہی کے تکیے پہ جسکو نیند آتی ہی

ہوے پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہی — شکست رنگ کی آواز یا نالۂ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی — مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خون فشانی ہی

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی — پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی

کتابی رخ ترا اے جان جان قرآن ثانی ہی — تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچھ حال لکھکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق — کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر — پس مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

ہین اب مچھلی کا چھلا یار کی انگلی مین پہنا دو — بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہی

عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری — زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی

مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے انت تیرے — جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اہر مینا ہی ساقی
مچا ہے شور قلقل اب یہ کیا ہنبہ ہانی ہی

وہ نالان ہون اور کے جب تنگ آواز آئے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہی

ہے ہم ہجر بیٹھے کنارے گور کے پہنچے
دلا عمر روان مین صاف کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تا نفس بھی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانے کا ہے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

طمع یار کیون ہی اس ستم سے مچھلی کے چھلے پہ
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے نہین سکتی
ہمارے ضعف کو افزون جلم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس پری وش کا
اگر سائے کو بھی چھو لو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین سکے نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بت روئے تو سچ جانون
جو بارش مینہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی نہانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پا سے سیر ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو بنیہ دیکھے کی الفت کر
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت بانی ہی

۱۴۷	بین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی	۲۴

آنکھین لڑا ہین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی پھر ایک رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین ورنگ سے
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہین ہی دیکھہ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھین گڑا رہا ہون تمھارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک نہ مین کلیان کرون آب گنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہین سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرہ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چھین لف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھہ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سے

وحدت بچائے غم سے اگر دین پی کو چھٹ
سرگشتگی کو کام نہین پائے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھہ سے شوخ مست ناز
آواز قلقل آئے صداے تفنگ سے

موتی ہین انت گوش صدف چہرہ حسن
کچھہ کم نہین ہی گیسوے پرخم نہنگ سے

مطرب بچاے آب ہون گر مجھہ جبین کے اشک
آواز گریہ آئے تری جلترنگ سے

جا نکلوں کوی یار مین سو بار اگر ہوں دفن
گنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سے

مانند شمع لو پہنچے عدم کو کھڑے کھڑے
استاد کی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دے شعلۂ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے گر آ پہنچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چہچہے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دکھاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

١٤٨ — ادس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فریب
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پا لنگ سے — ٤٩

ہرگز نہ بہر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگوں گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے بالیٹے جھپاک سے
پروانوں کو شب وصل اڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے کھا دوں مین یار کو
سر لگاؤں میل کے بدلے خدنگ سے

تیر نگہ مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمہارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین چور ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہ جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کے ہین بت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ پینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بچے لڑکون کے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو بتون سے الفت
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہوئے نکے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبا سے یار
غنچے کی طرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان ہین نشۂ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ آون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پا سے لنگ سے

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

ای موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار ہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آ پہنچی صبح مرگ تری اس ہی رنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ ری نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندی کے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑکے آئیگا طوطا تفنگ سے

تیرا اودھر لب معشوق ہو گیا		منہ کو اودھر لگایا جو تو نے تفنگ سے
١٤٩	ہر آن ضعف سے ہی دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے	٢٠

مری تربت پہ شور بلبلان ہی
چراغ قبر شاید گلفشان ہی

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی
ہما تو بے بلا پاسبان ہی

بدن وہ روح کا جسم گمان ہی
گلے سے پان کی سرخی عیان ہی

بدن مین اوس سہی قد کے ہو کیا تل
الف مین دیکھو نقطہ کہان ہی

اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق
ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی

جہان اے ماہ تو ہی جلوہ فرما
زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی

بہا دریا سے خون چشمون سے ایسا
جنازہ خود بخود میرا روان ہی

چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر
بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی

سبکروحی سے بوے گل بنا ہون
وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی

زبس رہتا ہی تیرا نام لب پہ
دہن پر میرے خاتم کا گمان ہی

عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ
کہ کرسی پر مجھے گمان آسمان ہی

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین
نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی

کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست
کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی

کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے
بہ رنگ برگ گل میری زبان ہی

ہر سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا — وہ دوپٹا آسمانی آسمان ہے
ہین ایسے کفش پا سے پا مین گل — جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہے
ہنسا دیتی ہے ہر اک زخم تن کو — تری تلوار شاخ زعفران ہے
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر — ہما آخر ترے بھی استخوان ہے
رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش — وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہے

١٥٠	وزیر اسنے نہ کی کچھ دستگیری ہمارا ہاتھ ہے اور آسمان ہے	١٧

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کے واسطے — تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کے واسطے — باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کے واسطے
کی سگ جاناں کی خاطر استخوانکی احتیاط — قینچیان لگوائین تربت پہ ہما کے واسطے
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار — ایک در روزن بنا دینا صبا کے واسطے
ہم فقیرونکے نہ کھاتے سگ بھی ہرگز استخوان — ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
اوڑنے دین کسطرح اے ظالم الکین ہاتھکی — دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے — رات کو روتے ہین ہم اک مہ لقا کے واسطے
ہون وہ بیکس گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن — ہر سبو نے ہاتھ پھیلائے دعا کے واسطے
پیرہن بھی گر نگے اپنا تو مٹی مین رہے — خاکساری چاہیے اتنی گدا کے واسطے
کردیا ہے غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہے عجب — استخوان تن سے جو نکلین کہربا کے واسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کیواسطے

ہون میں پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں میں پیو
ہاتھ پھیلاؤن نہ میں آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتھ بندھوائین حسین رنگ حنا کیواسطے

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہو گئے زخمی اپنے قاتل سے یہین زخمی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیواسطے

۱۵۱	بخش دے اپنے کرم سے ای خدا جرم فرید مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے	۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوئے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون میں دیوانہ مرا اچھا جو لے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو فند وخفا کیواسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اونسے تیر
بس یہی سینہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیواسطے

تیری اہ شوق مین اسعد رجب لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیواسطے

دستگیر ونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھہ سکتا نہیں ہے پر عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جاتے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلاتے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہین چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھہ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

اہی ہر پی پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ ہی قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھہ کے ہٹنا نے سے کعبے کو اگر جانے لگون
ہے ہمین دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین ہے آتو انکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے کسمپرسی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہے جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین ہر دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردن کو جھکاتے ہے مہ نو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش لوگ تو ہین کر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

۱۵۲	اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی فرید رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنا یار کی
بنگئی نئی ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھہ تعریف تیغ ابروِ خمدار کی
گر وہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب رونا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تمہی تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن آتے ہین نظر اشکو نہین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بے ترے روتین آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو پتلی روی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آئے گی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۳	بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی	۱۵

کچھ حقیقت سینے میرے دل سے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جہ پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہو گا برسے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم باڑھ بھی کھی گئی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو باندھین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر نور کی و نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
ہم بھی زنار پہناوے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ اب بنتی کہو زنار کی

آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوی ہی سایہ دیوار کی

ہو نسیم وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولا یاد گل
جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلوں سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کیسی ہین ہین نئے نقشین سہی ہین معمار کی

ساز سے بے یار آ کے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مضطرب آنسوون کے تار کی

ہی وہ میر کفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی اگر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہو جو ہمارے سنہ مین قاتل کی زبان
اور وہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نی بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۱۵۴	ولہ	۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلا دے کہ سر جوش مجھے
ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا مکھڑا ہے ترا سرخ و سفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پہ
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہو گے تو سنو گے تم بھی
ایسا نظرون سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبہ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہے
غم فردائے قیامت ہے فراموش مجھے

صورت آبلہ بس یہ قدم ہو گردون
آئے گر عالم وحشت مین فنا جوش مجھے

کلفشان ہے جو چراغ سحری خوش ہے نگا
یار دکھلائے گا پھر صبح بنا گوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہے
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوئے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلا نوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پہ ہے عکس
آج قاتل نظر آتا ہے زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا ابھی لبریز شراب
صورت ہے اگر آجائے ذرا جوش مجھے

نالۂ شکوہ سے تنگ آ کے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیوں نہ کیا حق نے گراں گوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسیٰ میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلا سے کمان ابرو
شکل سوفار سلے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا اے بت مے نوش مجھے

۱۹	ولہ	۱۵۵

ایسا اک جام دے اے ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوئے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آ گئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہو گی صریر خامہ
لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین نیت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر اوترا کبھی بار ہوا جسم پیدا
شمع سان کر لینگا کوئی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین ساغر سے آئے ہین شراب
یاد کرتے ہین بس مرگ جو مے نوش مجھے

ہے یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
ہی ہر اک شام کی آہ یا وہ سحر آخر کار
کہتی ہی شمع زبانسے یہی ہی رشک چمن
ہون وہ بے سر کہ مرے ہاتھونپہ سید الاشمری
کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی

شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے
زلف سرکا سے کرکے کیا صبح بناگوش مجھے
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے
دیکھو آہوسے بنایا ہی سیہ گوش مجھے
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

١٥٦	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	٣٠

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
نشاء سے ہر ہر قدم پہ لغزش مستانہ ہی
کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
صاف کہہ دیجے کہ دلمین جلوہ جانانہ ہی
صورت قلقل نواے بلبل مستانہ ہی
گر سنگ کوی بتان کھاتا نہین دیوانہ ہی
یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی

کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال بیتابانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی
نقش پاے ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہے

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھیں گرمیاں
شمع مینا بنگیا ہے جام مے پروانہ ہے

دیکھ لیتے ہیں وہ دلمیں جو نہیں دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہیں جسکو کیا ہی پیمانہ ہے

تاکتا ہے کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام مے گردش میں ہر اکدانہ ہے

ٹوٹتا ہے شیشۂ خالی ریاض بزم میں
باغباں ساقی ہے مینا سبزۂ بیگانہ ہے

ہاتھ میں شمشیر براں رہتی ہے روز وغا
دستگیری رنج میں کرتا ہے جو مردانہ ہے

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہے
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہے

اے صدف تیری طرح محتاج نیساں ہم نہیں
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہے

اے صنم یکتائی اسلام کی ہے یہ دلیل
دیکھلے ہے ایک کعبہ لاکھ جا بتخانہ ہے

ملتے ہیں ہر برہمن کے نقشے سے تیرے نقش قدم
پاؤں کا تیرے نشاں جسجا ہے وہ بتخانہ ہے

ہمسے یوں گذرے ہیں خیال یار بھی آتا نہیں
ہم ہیں اور تنہائی ہے کیا اندوں ویرانہ ہے

یاد کرتے ہیں کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریاں مرا ہمچشم مکتب خانہ ہے

گرمیٔ شب تاب کے مانند اڑتے ہیں چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہے

خوشۂ پروین پہ اے دہقان چرخ اترا نہ پھول
برق خرمن ہے ہمارے کشت کا جو دانہ ہے

ہیں جو آنکھوں سے لگاتا ہوں وہ الجھے پڑتے ہیں
پنجۂ مژگاں سے گیسو مثل شانہ ہے

جو حسیں ہے اوسکا جانا جی ہی جانا ہے ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہے

شیشہ و ساغر لگا دیں مجکو تیغ کی عوض
کہہ و لڑکوں سے یہ دیوانہ تو کچھ مستانہ ہے

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پہ کہین بجلی گرے
میرے نامے مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی

داغ سوز الفت سے ہی مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لے اوڑی ہی حسرت دیدار روے یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

١۵٧

ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
اہی وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی

٢٠

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی
جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آئے نہین ہی داغ دل زار مین گرمی
اہی میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی

موسی کیطرح مردم چشم آتین غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی

سردی نفس سرد مین ہی آنکھون مین ہی سات
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کی صورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچھلی مرے بازو کی ہی شکل سمندر
ایسی تپ غم سے ہی تن زار مین گرمی

غیرون پہ گرے شعلۂ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی

حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین
آہون سے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام
پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی

تنہا لپٹے چپتے ہی جوبن تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوسے ظالم لب سوفار مین گرمی

پھل برق ہی اور قبضے مین رجلی کرن ہی
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کے چمن بیچ لگے آگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال پہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن بجلی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سے تشبیہ تو اک دم مین پگھل جاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

158 ناسور مین ہی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی 14

آہون نے ہی اب کوچۂ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمھارے در و دیوار مین گرمی

تیغے پہ پھرے لے مژگان کیطرح ابرو جو دیکھے
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنی شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالے سے جلا دونگا مین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

ان جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے مشکبار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکہ نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق بیان ہی مرے اشعار مین گرمی

۱۵۹	ولہ	۱۵

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال ہی زلف کے دیوانے کا پیچیدہ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتون کو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئینہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین وان رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستون کو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مضطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام ہی پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جا نماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

معنی کی صندمین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰
جھک جائے کیون نہ شاخ ثمر دار ای وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی
۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہم کو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

۱۹	ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پہ ہے اے وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے	۱۶۱

ترے سر کے دنبالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہے ۔ تو پھر شاخ غزالان میں بھی شاخ اوسنے نکالی ہے

فراق یار میں جو گل ہے رنگ و بو سے خالی ہے ۔ چمن اپنی نظر میں گلشن تصویر قالی ہے

چمن میں آج نرگس پر جو تو نے آنکھ ڈالی ہے ۔ کوی شاخ او میں شاید چشم بد دور انکالی ہے

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہے صرف پامالی ہے ۔ تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

ترے جانے سے مطرب غرہ زن تصویر قالی ہے ۔ مثال تار شیون میں ہر اک تار نہالی ہے

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے ۔ کہ تیغ آفتاب اے ماہ انروزن ہلالی ہے

ترے زخمی کو اے مہرو نکیونکر چاند نی مارے ۔ سپر میں بھی ہے چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہے

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے ۔ نہیں ٹوٹی رہی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہے

بچھاتین بلبلوں نے آنکھیں آیا تو جو گلشن میں ۔ زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہیں ہے جو چہرو نازار زار ابر بہاری ہے ۔ تمہارے کان کی بجلی یہ ہم پر گرنے والی ہے

تصدق ہوتی ہیں پھر پھر کے دیوارونکی تصویریں ۔ مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہے

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور اے آسمان ہم سے ۔ فقیر اک ماہ کے ہیں اپنی کشتی بھی ہلالی ہے

وہ میکش ہوں نہ کیوں رات بھر اوسکی طرف تکی ۔ فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہے

کیں میکش نے دیکھا چشم کو سے اوسکو ایسا ۔ پیالہ بادہ گلگوں کا نظروں میں پیالی ہے

لگا مضمون ہاتھ اوس کان کی بالی کی مچھلی کا ۔ یہ ہمنے چشمہ خورشید سے مچھلی نکالی ہے

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل اور دانش سے خالی ہے

سبو سے مے اگر لوٹے پیالہ مے کا بجاتے
پیالہ ٹوٹ کر جھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی ایکدن ساقی نہ نکلا
مہینا اس سے جو ہے مری نظروں میں خالی ہے

۱۶۲ — غزل ہمیشہ کہتا ہوں وزیر افضال ایزد سے
نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے — ۱۸

لڑائی وصل میں اوس جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پائجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش حسن نقش نہالی ہے
گل افسون میں ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانوں کو تیر ارسے روشن رو بیوستے ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

نہ ہر معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر میں گلابی دست ساقی میں
صنم پہلو میں ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل میں سر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھے گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہوں کہوں شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن میں سرخ ہیں گل کہاں شبنم میں لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون میں نازک جان سے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہوں ساقی کہ میری محفل میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سائے سے بہتر ہے کملی ہم فقیروں کی
ہماری پشم سے رذال اگر منعم کا شالی ہے

ادا سے گالیان دینے پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی چھری یہ شکر لب تیری گالی ہے

بنا تل آنکھ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
قدم رکھنے سے بینا دیدۂ تصویر قالی ہے

کلی ہے چاپ ہے قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
ہری ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھولونکی ڈالی ہے

برا ہونا توانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہے

پلا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساغر
مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہے

۱۶۳

حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگے دیکھ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہے

۱۴

نگہ کے جل ہے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسے سب تیر باران کہتے ہین وہ اوسکا اشارا ہے

نمایان چین گیسو سے جو تیرا گوشوارا ہے
منجم کہتے ہین ہے برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مرے زخم بدن جلتے ہین خندان ہین
مرے قاتل نے ہنس ہنسکر جو تلوار اوسے مارا ہے

حجاب آتا ہے جراحونکو زخم دل کھاتے سے
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہے

ہمارا حال خفیہ لکھکے پونہچا تا ہے جانان کو
رقیب روسیاہ بے اندیشون قاصد ہمارا ہے

ہنسے جب برق چمکی جب بلی مستی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب گنا گو کیجے توبین
یہی کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہے

تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہے

بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہارے سر پہ اے رشک پری سیلا ہتھارا ہے

تعجب کچھ نہین ہے تو جو آنکھیں پھیر لے ہم سے
ہمارے بخت کا اے ماہ گردش مین ستارا ہے

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد | زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی
ترے ہر عضو پر ای ماہرو ہی نور کا عالم | قبا مہتاب اگر ہو او حسن چٹ پٹ چاندتارا ہی
دل پرخون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی | نہین ہی تو جو ساقی اب ترنم مجلس آرا ہی

۱۶۴	رولایا ہی وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نے کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی	۹

جو مجھ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی | کرینگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی
کیا واعظ کو محو جنت پرزر لکھا افسون سے | پڑھے جن کو پری ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی
سر انکھون سے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہو | جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی
ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی | مثال سایہ ہی وان سرو جیسا تو خود آرا ہی
بیابان گرد ایسے ہین بچھڑا ساتھ گردش نے | پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی
ہوا ہی او پری کا جلوہ گر دل الکھ افسون سے | سلیمانی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی
کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے | مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی
ہی عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا | دہن کو باندھیے عنقا بنایا یہ استعارا ہی

۱۶۵	ہزار افسوس اثر وزرون وزیر آہ تابانکو برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی	۱۰

کون جیتا ہی ای صنم مر کے | آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے
شکر ہی ان بتون سے کوچے مین | پوچھے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا سجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھ تو سر کے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہے غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابرو وے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشہ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دست اختر کے

١٦٦	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	٢٠

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا
پیچ مین رخ پڑا صفائی کی

مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد
آرزو ہے کسی رہائی کی

ای جنون دشت کو چلین گے ہم
ہے قسم اس برہنہ پائی کی

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جا سے تجھ پہ بیٹھے ہین
دھوم ہے تیسہ ہی میرزائی کی

تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو
تھی نہ امید کج ادائی کی

کوی قاتل کی راہ بھولا تھا
ای اجل تو نے رہنمائی کی

دل کہین اور ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

شہر مین جائے گی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہے آئنہ تن پہ نور
ہے دلیل اسپہ خودنمائی کی

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
برسون اوس کوچے کی گدائی کی

کعبہ دل مین بھی مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر ہی
صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

۱۶۷	شاہ کہلاتے ہیں ہر طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۳

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف کاکل ہے — تو سینے میں نفس ہر ایک پیچ بوے سنبل ہے

فسان ہے سخت جانی میری تیغ ناقاتل کو — گریاں چھٹنا ہے پیچ شمع اوٹھنا ون تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا — وگرنہ اے ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری مینا سے گردنکی صفت کی جو صراحی نے ساقی — مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا — کہ ہے جھائی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے دل ہے

مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر — چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو پھر رشک گلشن نے — پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے ہیں وصف یا نتک نرگس مخمور ساقی کے — ہے خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر ہم نہ منہ کھلاتے وہ ہمسے — ہوا جب ماہ کامل وہ نہ پھر اسکو تنزل ہے

بہائی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو — نہ دیگا ناتوانکو پیچ جو صاحب تحمل ہے

کہا اوس گل نے کل سامان گلشن میں بھی ملتا ہے — جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہمچشم بلبل ہے

قطعہ

خط و رخسار چشم و زلف دکھلا کر کہا میں نے — یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۶۸	خیال زلف جانان میں جو روؤن لوگ کے سنبل وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے	۱۳

جب سے آغوش سے جدا تو ہے — میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم او بجھتے ہی رخ یار | کیا کرین درمیان مین تو ہی
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین | یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی
کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ | آسمان پر داغ ابرو ہی
رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک | فرق دونو مین اک سر مو ہی
پھیر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین | چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی
دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ | اپنے شیشے مین یار کی بو ہی
صفحۂ چرخ پر ہلال نہین | مصرع انتخاب ابرو ہی
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر | اے ہمارے خدا کہان تو ہی
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر | بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی
فکر رہتی ہی بیت ابرو کی | اندنون سر کو ربط زانو ہی
چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ | جی کا جنجال دام گیسو ہی
قطعہ
ہم نہین پھیری گر وزیر سے آنکھ | تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہی

۱۶۹	رہے آباد دامن صحرا وان لڑائے کو آنکھین آہو ہی	۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی | قسم کھائی تھی او کافر خدا کی
وہ مشت استخوان ہون اے سگ یار | اگر کھائے تو سعادت ہی ہما کی
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا | مزے اوسکے شکر بھی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا
قسم ہی مجھکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی ہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھہ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی

تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا
تو پہرون دل پہ برچھی سی لگا کی

خدا یون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون تنہا
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جب دم
تو پہر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۵	وله	۱۷۰

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے

آئے گا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مرجاتین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز دھوان نہ نکلے چراغ مزار سے

میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے
رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہوگئی تھی تذکرہ زلف یار سے

گرم خرام یار ہو اور اوس مین پیچ و تاب
اولجھے کہین نہ موے کمر زلف یار سے

مکھڑا پری ہی زلف سیہ سایۂ پری
خط رخ کے گرد کم نہین ہر گز حصار سے

اوس گل بغیر سنگ سپر تکیون تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

سونے پہ بھی نہ دیکھے وہ بن سوے یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سے

۱۵۱

شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اے وزیر
تیغ اوس کی کم نہین رگ ابر بہار سے

۱۴

ترا گل بہار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھینچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا ہون دل اوس سے جہان رخ رشک حور
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

ہی بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا ہی ہو جو کہ نہ رسواے عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھولتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھون سے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دیدہ خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے ۔ کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے
کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا بہار سے ۔ اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے
گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل ۔ اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے
لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت ۔ پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے
مرجائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر ۔ صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

١٤٢ ولہ ١٤٣

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
مجنون سے کہد و کہتے ہین جوش جنون اسے
کڑوے نہو مثال اگر انگبین سے دی
تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار ہے
بولا وہ سنکے شب مری ہجر امیونکا حال
شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
مرتا ہون مین تو لے اسے کہتے ہین حیا

اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی
فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی
زنجیر اوسکی پیرے گلے سے چمٹ گئی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی
یارب ستون مین اونکی ہم نو کی کٹ گئی
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی
کسکا تذکرہ جو یہ ہمارا [illegible] گھٹ گئی
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتاب ہوں سے تیری تعجب ہوا مجھے | اے دل شب فراق میں چھاتی پہ چپ لگی

۱۴۳ | کہتے ہیں آسمان ہے تہ خاک اے وزیر
بیتاب ہوں سے میری زمین کیا اولٹ گئی | ۱۹

چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے | فلک ہنسنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دوں راحت اٹھانے کے لیے | ایک تنکے کو نہ چھیڑوں آشیانے کے لیے

برق تھی بیتاب میرے آشیانے کے لیے | ابر سے بھی تیشہ آئے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی | لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر | ہے جنوں تنکے جو چنیے آشیانے کے لیے

ہمنے کیوں مانگی تھی گلشن میں دو ما جوش گل | اب جگہ ملتی نہیں ہے آشیانے کے لیے

خاک ہوں تو دانہ تسبیح بنوا اے فلک | سو طرح کی گردشیں مجکو دکھانے کے لیے

پھر ہی ہم تھے ہی تم تھے محبت تھی وہی | صلح کر لیتے اگر آنکھیں لڑانے کے لیے

ہوں وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو میں رونے لگوں | کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا | پھر کہوں میں بھی تسلسل ہے بڑھانے کے لیے

ہوں وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنوں کی شبیہ | میری مٹی لیں اگر لیلی بنانے کے لیے

پوچھتی ہے شانے تک کیا یار کی زلف رسا | درد کیوں پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو | گل ہمہ تن گوش ہیں تیرے فسانے کے لیے

یوں مری قسمت میں تھا پرواز کرنا یا نصیب | نوچتے ہیں طفل پر میرے اڑانے کے لیے

ن ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجانا مری تو وہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سے فنا جانے کے لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر لب
دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴	اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر ای **وزیر** کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے	۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے ای گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آتو ابرو تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون ای پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا نہ تو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آنکھونکا نشانہ چوک جاو
پر ہما کے لاؤ تیرو مین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہوکے کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پہ
لاش میری کہربا آئی اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سے فنا جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجھکو قاتل نے جلانے کے لیے

روتے ہم فرقت مین رہا کیا ہی آتی مراد
یار آیا نا دشمنت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آنکھ لگتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھوونکو اوسنے جنبش اب کوئی بچتا نہین
ابر ہی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
بار ہر کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای جدا وآب تیغ سے
میرے آنسو لے چو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے وشت سے مٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسۂ سر ہاتھہ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی کرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رولانے کے لیے

۱۷۵ چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی اے وزیر ۱۳
آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہر و ہمارا
ترا ہی آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہی

ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

ہراسب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہی

رہے مضمون غم کسطرح آمین
ہمارا لکھا ہو یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھ پہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی

۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ برہمن دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخواب کی جھپکن دیکھے

سمجھے خورشید جو ترا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوٹی ہین اون بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاتی سے
آگے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قبائے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ ای صیاد
مین جو اوڑ جاؤن تو کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار مین ہستی کی او دہشت دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سے گر تو سوئے گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین مدفن ہووے
ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیم بر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاوے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجائے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷
چمن کوچہ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پھڑک جائے جو بلبل مرا مسکن دیکھے
۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جوئے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہے جوئے شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر خم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق دل
ہی فزون تقریر سے تحریر سے

بندہ گیاہین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا
جام طاق ابرو شمشیر سے

نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان
کھنچ رہی ہی خانۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے
پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہی اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کہینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سے نادان ہیچمیز
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکھون مضمون ہم
پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہوگئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون
چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق چھوٹتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۶	بجز مین مرتا نہین مین اے وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۷۸

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیر و ناوک ابرو نے قتل — اس کمان نے تو سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیر شہاب — شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھاوے آئینہ — گر بنائین آہن شمشیر سے

ہو لب رنگین سے برگ گل خجل — منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہو ساقی کی صدا — می ٹپکنے لگتی ہو تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین — قتل کرتا ہو گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھاے — نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح — بچا ہی او تیرہ دن کیون آتش گیر سے

لاتے مرغ جنون کو دام مین — لیجیے وا اسنے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کردیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

١٢٩	جام ساں چلیے جو وحشت میں وزیر آئے قلقل کی صدا زنجیر سے	١٧

لال ہیں آپ ہی لب سرخی پان وہ دور رہے
ناز کی کہتی ہے یہ بار گران وہ دور رہے

گھر کیا دل میں ترے پر غم دوری نہ گیا
اب بھی کہتے ہیں کہ ہم جا کے کہاں دور رہے

ساقیا ہجر میں کب ہے ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سے مینائے زبان دور رہے

میرے ہوتے تو بٹھا سکتے نہیں غیر کو پاس
یہ خیال آپ کے دل سے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی میں پلاتا ہے مجھے
چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئے ہما ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہ وآہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤں جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جائے
وہ نشانہ ہوں کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو میں ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد ابھی اور کوئی
شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دے ضعف
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ نہ کہیں تا در دوست
منزلیں قطع ہوئیں سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہے بپا وعدۂ دیدار بھی آج
شکر ہے آج سبک خواب گران دور رہے

چومتے ہیں مسی لب کے دعائیں مانگیں
کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہم تنگ تھے اے خلعت کنار
کیوں نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جا کر سر بازار بکے		مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰	جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے	۱۳

کانٹے پڑ جائین بانسے جو زبان دور رہے	خون تھوکے جو دہن ہے وہ دہان دور رہے
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جائے	چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے
جنبش لب سے کہے اونکی نہ اک بس بس	حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے
لے اوڑا ایسا ہی مجھے اے مری بیتابی دل	گرد سا قافلۂ تاب و توان دور رہے
بید باغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین	غنچے منہ بند رکھین بوسے دہان دور رہے
خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے	کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے
چار ابرو کا صفایا جو کیا ہم آزاد	چار جوہر سے بھی آئینۂ جان دور رہے
دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین	پنبۂ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر تجھ بے نصیب	شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے
دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت	قبضۂ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے
عمر بھر کوچۂ جانان مین پہونچنا ہے محال	جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے
جو رہے جاؤنگا مین لبشانی سے نازک دل ہون	ساقیا پھول بھی ہر بار گران دور رہے

۱۸۱	دود خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے	۱۸

ہر نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئے تو گھر درم سرا ہے
دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پری نما ہے
سلطان جہان ہے جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے
انسان بھی قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہے دہن کو رشکر خند — ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہے
مضمون پروانے بنکے آتین — شب بزم قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سے ہے انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش ہیرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانی پانی — بلبل پانی کا بلبلا ہے

جو چاہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے
ہے جھوٹھ کہون جو راست ہے قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ وہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در رہو بند یارب — جب تک در میکدہ کھلا ہے
ہر شیشۂ سبز گرم قلقل — طوطی ستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہے صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کوئی نظر نہ آیا — آئینہ بھی صورت آشنا ہے

۱۸۲	کیا خوف کسی وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہی	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہی — کیا خوب یہ لال بولتا ہی
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہی — یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہی
ہم وحشیون کا کبھو ترا ہی سرو — قمری کیطرح سے طوقیا ہی
آ پونہچا ہی اوڑکے استخوان تک — ناوک مین مگر پر ہما ہی
ولنے کی طرح سے پیس ڈالا — کیا گردش بخت آسیا ہی
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون — نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہی
یوسف جو کہا اونھین تو بولے — کیا آپ نے مول لے لیا ہی
آئی ہی بہار کیا جو ساقی — شیشے مین پھول بھر رہا ہی
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون — تم کہتے ہو زلف کو رسا ہی
نکلے نہین رات کو ستارے — شبدیز فلک چراغ پا ہی

۱۸۳	ایسا مین گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہی	۶

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر یاہ عید آئی — یان بستگی قفل کی باعث کلید ہی
گھر پونہچے مین لحد سے کہنا بعید ہی — یار و جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہی — لکھا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلاو زلف و رخ تو خوشی ہو کے مین کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہے

لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہے

قاتل سے بجا گل تو چڑھا دے حسین ہند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہے

۱۸۴	وله	۹

اوٹھتا ہے جاے شعلہ دھوان لیکے داغ سے
تاریک ہو گیا ہے مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے
کرلین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی
گلدام ہو ج نکہت گل لائی باغ سے

ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے
پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہے دم قدم کے ساتھ یہ گردونکی کجروی
اوتر و مسیح اپنے حسد بید باغ سے

کیا ہجر مین ہے مونس و دلسوز داغ دل
ڈنکو فروغ ہے پھول سے شبکو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے
جاتے ہین ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات
گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵	وله	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے
آرزو ہے کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جاے
ہاتھ جس عضو پہ رکھ دو وہ ابھی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

ہم اسیرون کی طرف آے اگر نکہت گل
پیچ پڑ جائین کچھہ ایسے کہ سلاسل ہوجاے

خون عشاق سے ہوتے جو لگاے مہندی
یار کا ہاتھہ بھی بند ہوجانے کے قابل ہوجاے

آے بے پردہ جو لیلا سے خیال جانان
دل بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجاے

کوچۂ زلف ہی کچھہ مصر کا بازار نہین
آے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجاے

چال افتادگی اشک سے سیکھی ہٹنے
لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجاے

فاتحے کو جو وہ بت ہاتھہ رکھے مرقد پہ
ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجاے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلۂ رخ سے سلگ گئی
کالی گھٹا مین جھان یہ بجلی چمک گئی

پونچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا
کیا فاصلہ زمین سے اثر تا فلک گئی

ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے
انگڑی مین جو یار کی چولی مسک گئی

سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا
گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آے وہ اے وزیر پونچا نے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے
دیوار گرد کھینچی ہے دل کے غبار نے

چھیڑا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے
آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے

گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
افیون باغبان کو دی کوکنار نے

دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے
دوڑایا اپنے پاون سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے	لی راہ آسمان کی زمین تتار نے
کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے	سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے
پانی نہین یہ آپکے عاشق کا ہی لہو	کیون خون پیکے کوڑی دکھائی کٹار نے
پھینکا جو سینے اپنا گریبان پھاڑ کر	دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸	دیکھین جواہر وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	۲۰

موڈے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہی	کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی
کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہی	عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہی
جب میان سے نکلی تو مرے دل مین سمائی	تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی
قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا	جوڑا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی
میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر	اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی
داغ اوس کہان تجے یہ گلی ہو کے پھر آئی	بھیجا تھا جسے یہ کبوتر تو نہین ہی
پیری مین جو اونسے ملون جھک کے ہین کیونکر	قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی
ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی	ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہی
ہین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آئے	درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی
منہ اوسکو دکھاؤگے تو ہین ٹکڑے کرونگا	آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی
اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان	یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

کیون دیکھتا ہون وصل مین جو اب شب وقت — سر خواب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

اوطفل جو کہتا ہے بری آنچ ہے اسکی — چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے

کس شوق سے آیا ہے گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے

قبضے کی کٹوری مین ہے تلوار کا پانی — اب باڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہے

خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جاے — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہے — بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہے

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

کیون اوٹھ گئے پاے صنمگان کہے آج — ویرانے سے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہے

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدہ حیران — پر آب ہے آئینہ صفت تر تو نہین ہے

۱۸۹	ولہ	۱۳

تم جو پتھر اوٹھا کرو کوہ بھی بینا ہو جاے — منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گریبان سے کھیچے جو بن یہ زیادہ ہو جاے — نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے — گرد اوڑے پاے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا — رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

سر مہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو — ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ کعبے کو — مو سے محراب کا ابر یہ پیالا ہو جاے

پھنک رہا ہے یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض — کف عیسی ابھی جل کر کف موسی ہو جاے

نقش ہے ہین پاؤن جو تم سبزۂ تر پہ رکھو
ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے

حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل رعنا ہو جاے

رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے

تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
ابھی دو ہاتھ کا ہی جان کلیجا ہو جاے

نرگسین آنکھ کی گر یاد مین پتھر آجاے
سنگ سر میرا مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰	در دندان نبی سے کے جو رولاے الفت ہی وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	۷

دیکھکر مجھ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے

دیکھنے والو نہین تیرے وہ بہت اچھے رہے
قتل کر ڈالا انھین تیغ نگاہ ناز سے

چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین او خورشید رو
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
چاہیے ای دل جگر واقف نہو اس راز سے

تیرے دیوانے کو ایسا شور وحشت سے ننگ ہی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین ہاے فرط ضعف
نالہ مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

۱۹۱	وله	۸

ای جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے
نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین نہ بات باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو مضطرب ہوئے — ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی — او طفل تجکو دیکھ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا — قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا — گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو — میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی ہی میرے یار کی — زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲ — وله — ۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین — آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ — اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین — کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو — کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی

میٹھی نظرون سے مجھے دیکھ کے کین بند آنکھین — زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

وله

ہوا ہی عشق تازہ ابتدا سے آہ ہوتی ہی — مبارک طفل دلکی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا — یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی

بیان کرتا نہین دل صحف اوسکے رو مخطط کا — خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظالم چرخ گردان سے — جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

۱۹۳	غزل در نعت سرور کائنات	٦

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی	عین بے عین بحقیقت و مجازا عربی
گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو	آمده عیسی مریم سپے دربان طلبی
ہجر تو مرگ و وصال تو حیات است حیات	جسم با جانے و جانانے و عیسیٰ لقبی
گر بگویم که ایازے و خدا محمود است	بسر عشق که این ہم نبود بے ادبی
یا حبیبی ارنی گفت چو موسیٰ کلیم	حق پسند این چه جمالست باین بو العجبی
بروام خضر دلم تشنۂ دیدار کسیست	نخورم آب بقا جان دہم از تشنه لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے	رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا	آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے
یا علی تم اور نبی تو ایک ہے	چشم احول میں مگر دو ہو گئے

وله

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی	بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی
بے ہوا اڑنے لگا مشت غبار	طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی
سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون	خار دار اب ہاتھ کی ہتھلی ہوئی

وله

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے	اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سے — جسنے راحت تمھیں دی اوسنے ہمیں رنج دیے
کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان — اس گلستان کو یہ مرغان نواسنج دیے

وله

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی — پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی — تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی — آئینہ بھی پرتو سے مرے چین بجبین ہی

وله

جسطرف تم ہو ادھر ہر مرا جانا ہو جاے — پائنتی قبر کی بیٹھو تو سرھانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے — ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی — تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

وله

دیکھ پچتاے گا او بت مرے ترسانے سے — اوٹھکے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل — نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

وله

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے — آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر — آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

وله

صحرا کیے ہین پیدا ابر ھکر غبار دل نے — پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی کی جنس دل کی طینت ہے — کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت ہے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے — جراح ہاتھ ملتا ہی چھپا ہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے — نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کھڑکی سے

ولہ یاد مژگان مین مری آنکھ لگی جاتی ہی — لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے — چلی آتی ہی شاید لو چہ منقار بلبل سے

ولہ چمن سے توڑکے پھولونکو باغبان چلے — تمھارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ زلف کی چال صبا چلتی ہی — کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار مین ہو گذر — نہ بھولیو تو یہ پیغام ورد خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ اے جان تیری فرقت مین — فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر

پہنچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک — گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر

کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی — کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر

ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی — کبھی ادھر سے ادھر اور کبھی ادھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی ۔۔۔ بعجیب حسرت و ارمان سے ہاتھہ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ابکے یہ فیض مسیح باد بہار ۔۔۔ چمن میں دیدۂ نرگس تلک نہیں بیمار
رہا چمن میں نہ آزار دید بلبل کو ۔۔۔ پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار میں ہی اثر ۔۔۔ بکس طرح سے ہو زائل تب دروں چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن ۔۔۔ کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہیں پہ پروانہ ہو پہ طوطی ۔۔۔ نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر میں ہی ۔۔۔ جبے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون ۔۔۔ عیاں ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ادیا
گماں غلط ہی کہ بار ثمر سے جھک گئے خم ۔۔۔ جھکے ہیں شکر کے سجدیکو باغ میں اشجار
چمن میں نام خدا ہی ہجوم گل ایسا ۔۔۔ جگہ نہیں جو کرے عندلیب استقرار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جاے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ بوقلموں ۔۔۔ چمن میں دیکھیے جس گل کو اک گلستان ہی
زباں حال سے کہتی ہی موج نکہت گل ۔۔۔ اب اندنوں تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل ورد دل کند اظہار
زفیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان میں
کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر

نہ رہنے پاوے ذرا داغ بلبلین لالے کے
لگا تین مرہم کا فور یاسمن لیکر

رہے چمن میں نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر

خدا کے فضل سے صحت ہوی ہے آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر

صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آتے کا آج وہ گل تر

رہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی سے آتے ادھر اور نکوئی جا کے اودھر

گمان سبکو یہ ہو ہے یہ فرش بلبل چشم
بچھائین بلبلین آنکھین میان رہگذر

چمن سے آئین نکل نخل بہر استقبال
ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر

ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوے ہین پیر و جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

تو چند روز رہا تھا علیل و زار جان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان

برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین
ترے رنج کا تھا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم
ہر ایک مو تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ میں قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالۂ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان

دعائیں مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبھی
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو بعد غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہو برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سایے تلے بستے ہین ہزار ہما

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہر
ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون نہ دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہرا چمن ہین تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھے شفا جو ہوئے بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال ہست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہے زردار | بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب کنار
جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین | تو ہاتھ مین ہو زر گل طلاے دست افشار
ترا وہ حکم وہ ثروت ہے تو اگر چاہے | ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار
بجاے آب ہو آب گہر کا صرف اوس مین | خرید ین سونیکی انٹین بنائین گھر معمار
ضعیف ایسے قوی ہین تمھارے زمانے مین | او لچھہ کے چاک کرے خار دامن کہسار
سواے در نہین ہوتا ہے کوئی طفل یتیم | ہوا مسیح زمان تو اجل ہوئی بیکار
جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا | تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت مار
دعا یہ میری ہے مثل خضر ہو عمر تری | کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار
سوا ترے کرم و لطف کے یہان اپنا | نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہے غمخوار

فتادہ ام بدرت اے سپہر جود و کرم
براے نام وزیرم و لے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہے گلے پہ تیغ ستم | زبان آپ ہے آنکھو مین اشک لب پہ ہے دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پر غم | بکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

نہ ہے وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم | جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

کچھ اپنے واسطے کہتا نہیں ہون یہ ہر دم
یہی ہے ڈر تری بندہ نوازیونکی قسم
کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

قطعہ

نکر تو حق مرے جرم و گناہ بے حد کا
الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب
از برین عہد شہنشاہ سخی و باذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم
غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف پر زگہر چشم تہیدستان شد
ہست دریای سخا و کرمش بے ساحل
بر در دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسۂ دست سائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او
روے تابندۂ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ درو بکشادہ
دفعتہً قافلہ فصل بہارے محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش
جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در
تا ابد باد خدایا نہ خزان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید
سبب شود زندگی تازه بهر دم حاصل

همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا
نیست از روم و حبش تا بجد چین و چگل

غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد
عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل

نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد فرید
قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود
عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا

هر صبح و شام از پی شاه زمن بشاخ
دارد بلند دست دعا باغ کربلا

پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست
گلزار سید الشهدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب
مثل صباست عقده‌کشا باغ کربلا

نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ
دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا

کردم باو چو نسبت گلزار خلد گفت
ارم واهی ما کجا و کجا باغ کربلا

رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان
هم قبله هست و قبله‌نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای فرید
بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر
که هست او به بحر شرف بی بهادر

کف همتش غیرت ابر نیسان
که آن آب می بارد او گوهر افشان

چو مریخ خونریز باشد بهیجا
چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر اوبید ‏ ‏ ‏ حسودان نشانه پے تیر اوبید
زپیلان او هست یک پیل گردون ‏ ‏ ‏ سبق برده رخشش بشبدیز وگلگون
به ایثار گنجینه هاے وہاو ‏ ‏ ‏ به اصرار پشینه هاے وہاو
نه مغموم شد هیچکس از دراو ‏ ‏ ‏ نه محروم شد هیچکس از زراو
رفیق جناب وزیر معظم ‏ ‏ ‏ فقیر محمد امیر مکرم
صد وبست سالش بود زندگانی ‏ ‏ ‏ باقبال وباجاه وباکامرانی
نصیبش بود صحت وعافیت هم ‏ ‏ ‏ قرینش بود عشرت ومیمنت هم
بود لطف لفظش به از آب گوهر ‏ ‏ ‏ زبان شسته لاریب از آب کوثر
محیط جهانست فکر رسایش ‏ ‏ ‏ که شد ورد بر هر زبان شعرهایش
کلام فصیحش بلاغت نظام ست ‏ ‏ ‏ بدیع وبیان را ازو انتظام ست
زمضمون چشمان بیمار جانان ‏ ‏ ‏ شده دفترش غیرت نرگستان
چو فکرے در اشعار رنگین نموده ‏ ‏ ‏ زحد رتبهٔ گلعذاران فزوده
به از ابرو حور هر بیت دیوان ‏ ‏ ‏ نقط غیرت خال رخسار غلمان
به از نسر طائر طیور مضامین ‏ ‏ ‏ زکیوان بلند ست معنی رنگین
زهر مصرعش مصرع سرو شد پست ‏ ‏ ‏ زرنگینیش جیب گل چاک گشت ست
دو آتش خم وکلک او باده نوش ست ‏ ‏ ‏ مضامین او همچو مستے بجوش ست
چه مائل بترتیب وتالیف آن شد ‏ ‏ ‏ بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

بتالیف و ترتیب دیوان نموده … که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بماهے … که ترتیب دیوان همایون الٰهی ۱۲۴۱

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمٰعیل خان … از ره صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر … کعبهٔ ایمان ما این ست بیشک والسلام ۱۲۲۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسمٰعیل … مسجد دو سے ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر … شد دگر کعبهٔ شریف بنا ۱۲۶۹

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزادهٔ مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزاده خورشید شکوه … تر شد و بن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک … خرم گردید و سر بپایش بنهاد
گل خنده زن ست و بلبلان نغمه سرا … شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب … گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر … جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۳

خاتم الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان و تحفهٔ حمد بے پایان لائق بارگاه بدیع الارض والسماوات ه

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بناکر علم معنی وبیان سکھایا اور لآلی ثنا کے بے شمار
اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہیں کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز وحقیقت کا تفرقہ بتاکر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہیں کہ جن کے برکت او فیض
ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن میں آیا امّا بعد خاکسار ہیچ زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان ادخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت
میں صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر وسخن اکمل شاعران زمن
دانائے اشارات بدیع وبیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفائے ذیشان افضل نجبائے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہے سوائے احباب
وتلامذہ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمیعت انضمام میں ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محسن علی صاحب سے کہ سر خیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ دفتر فصاحت ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک بیز ہی خامہ عنبرین شمامہ مشتاق خفی و جلی شیخ اشرف علی سے
اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ ۱۲۷۳ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرماکر یوسف بازار شہرت ہوا اور اب کہ ۱۲۹۳ ہجری ہین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کمیابی کے
اطراف و اکناف سے سیکڑون خطوط اصحاب کے برابر آتے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
و عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب و زینت دی فقط

۶ ۶۶۶۶۶۶

۶ ۶۶

۰

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای گزیدہ وگرا

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق جہان — منظوم وزیر با کمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامہ برق — دیوان کلیم بے مثال ہند ست

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہے مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر — ہے ہر مصرع میں ماہ نو کی تنویر
اے بحر یہ سال طبع لکھا میں نے — ہے نسخہ برگزیدہ دیوان وزیر

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران بہ عصر — یکتا بفکر بودہ و مشتاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال اے قبول — ما این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را — دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساخت تحریر شہید — منطبع گشتہ چہ دیوان و کلام الحق این

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہین سب — کیون نہ خاقانی ہوا بُ گنج لحد مین گوشہ گیر
لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع — صاف نشو و معانی ہر کہ دیوان وزیر ۱۲۴۲

از لالہ رام سہامی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا — مدام بروضۂ رضوانش خرم انگاہ بود
بجاہ و مان نبی و علی شہ و محشور — دعا قبول بدرگاہ ہست ای آلہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر — فلک بدعوی من و جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش — کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق — طلسم عشق لپسند وزیر و شاہ بود ۱۲۴۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رحمت شیرین زبانی شہ وین ور دو داشت — زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت — طبع دیوان وزیر ہیچ خاقانی لبعد ۱۲۴۲

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفی — خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع بگو سال — مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۴۲

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو — اونھین کے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ — قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۴۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر   چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ   سخن یادگار سحر آمیز
۱۲۷۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا   فصیح بندش نفیس شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کرون جو عشقی مین اسکی مدحت مری یہ باتین کہان ہین قدرت   مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہر ایک ہی اسمین ایسا ہی استعارا
بس ایسے جیسے کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی نمایان   زبان شیرین کلام رنگین کمال ایسا کمال زیبا
۱۲۷۲

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے   ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم   شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر
۱۲۷۲

از ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بخیر و مرتب این دیوان   پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت   ہمہ کلام وزیر است شاہ کل کلام
۱۲۷۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع   کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا برسر انصاب ہین حاسد   تعریف کی ہر سمت سے آتی ہی صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا   ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش و نگار اسکی جو دیکھے — مانی کہے از رنگ کا بھی رنگ مٹا آج
کیا نور کے گل لوٹتے ہین کس حسن کی ہیلین — ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب — گویا کہ ہی آراستہ معشوق ہوا آج

ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج — جسکے ہر صفحے پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مردمک حرفونکے نقطے ہین وہ آنر چشم حور — دید کے قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین — زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا
لکھ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر — سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا ۱۳۰۲

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم فریبا فصیح — نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی — ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ
کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر نامی — چل بسے حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا — حاصل فکرت ایام جوانی ہی یہ
لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری — دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحے مین — طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ الورد دیوان نظر آجاے اگر — بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہاے مضامین عدو — باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہے یہ
بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال — طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ

ازجناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر — کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکھا محسن — اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضاً

چھپ گیا دیوان رنگین جو زیبا ہوا — اب بدخشان یقین ہے لکھنو ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع — مطبع سنگین سے آج آیا دالعل سخن

ازجناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا — بنکے پروانہ کرینگے سب پسند
ہنکے حرف بالقط لکھا مسیر — نور کی ہے شمع مضمون بلند

ازمیر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر — دوستونکا دل نہایت شاد ہے
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار — کیا ہی نظم حضرت استاد ہے
ہین رعایا گر مضامین لطیف — بندش خوب اونکی حسانہ زاد ہے
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع — ملک مضمون وزیر آباد ہے

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد ‌ ‌ ‌ ہر سخن فہم کے دلکو ہوا ہی ہمت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز ‌ ‌ ‌ کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوئی ہی مطبوع ۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد ‌ ‌ ‌ شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی ‌ ‌ ‌ چون نکہت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت ‌ ‌ ‌ دیوان وزیر ہست بستان ۱۲۷۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمیشہ آب و رنگ آرایش ‌ ‌ ‌ چو لعل بے بہا از مطبع سنگین بر آمد
چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود ‌ ‌ ‌ چو در شاہوار این دم بسلک طبع در آمد ۱۲۷۲

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج ‌ ‌ ‌ ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوان وزیر
کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو ‌ ‌ ‌ بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا ‌ ‌ ‌ رطب اللسان ہیں جسکی صفت میں گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب ‌ ‌ ‌ اس نظم کی ہر سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہیں اسمیں مضامین نور کے ‌ ‌ ‌ کرتے ہیں کسب نور سدا جس سے مہر و ماہ

ہون آشنائے بحر سخن غوطہ زن اگر
برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہی
کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی ہے باج خواہ

باندھی ہوا یہ فیض ہمارے کلام نے
اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتے ہین اسکو سحر بیانی کے وقت ڈر
بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ

خوش حرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب
جو دائرہ ہی یوسف ولکے لیے ہی چاہ

ظل ہماسے کم نہین ہر حرف کا سواد
شاہین بنے جو آئے ادھر طائر نگاہ

پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر
ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے
گویا یہ ہی قلمرو معنی کے شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی
سطرین عروس نظم کے ہین گیسو سیاہ

ہیچو دکھو گے اسکی صفت تم کہان تلک
فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ

فردوسی دے رہا ہی لب گور سے صدا
ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بے مثل آج
سند جانتے ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہی
عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف
کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ احسان کے شوق کا
ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے

نہ دو نقد دل دیتے ہین رونما
جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین — یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہے — پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھ لے
مسیحی مین بیخود دیکھ سال طبع — عجب نقش تسخیر چھاپے گئے
۱۸۵۶

ایضاً سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد — کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہے ایسا اسکا — اک قطعہ دلکش ہے یہ دیوان گویا
اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہے نشست — دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہے کشش — ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہے کشش
جو مد ہے وہ ہے ابروِ لیلائے سخن — ہر دائرہ ہے دیدۂ عذرائے سخن
یہ اوج پہ ہے اختر نقد سر نقاط — خورشید سے وہ چند ہے تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جس دم — دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا — یہ خوب ہے دفتر فصاحت چھپایا
۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوئے ہین مطبوع — ہر سخن فہم ہے مجنون کیطرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہے لکھوا ہی ضبط — محمل لیلی مضمون ہے یہ دیوان گویا
۱۲۷۲

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان فصیح و اکمل — بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہے

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین
خط جدول نہین خیط ابیض آشکارا ہی

دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا
کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہی

نہین سطرین صفحین ہین شاہان مہ سیما کے
بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے
کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسی
کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ
جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے اسمین مہیا ہی

وہ گویا گرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے
کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہی

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندونکے
جو کہیے ناسخ دیوان ١٢٧ اسکو بجا ہی

جنھین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے
خدا کے دین ہین یہ حاسد کسکا اجارا ہی

کہینگے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو
ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہی

جو تکرار سال کی آواز قلب ضبط سے آئی
مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہی
١٢٧٧

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع
کہ ارژنگ کا جسپہ ہی اشتباہ

مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے
ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکھا خامۂ ربط نے سال طبع
مرقع ہین شعر معنی کے واہ
١٢٧٧

از جناب شاہزادہ مرزا احمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن
روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب در مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کے شعر جو پڑھتا ہی کوی کہتا ہی
خوب دیوان ہی یہ صل علی صل علی

بندشین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جاکے گلشن مین پڑھے شعر اگر اسکے کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا

بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھہ طبع سال
اب کھلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا
۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
للہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روے عروس مضمون پر
دل عالم ہی محو آئنہ سا

بندشین اسکی صاف ہین ایسی
دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکھو اے سالک
اب یہ دیوان بے نظیر چھپا
۱۲۷۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

اے رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج آہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر
دست کے صفحے پہ ہوا سب نقش دیوان یہ ۱۲۷۲

ایضا

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان
صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان

وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون
دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون

ہیں خوش تقطیع سب اشعار یکسر
ہے موزون اور موزون بہ برابر

عیوب قافیہ سے ہے مبرّا
نہ اس میں دخل اقوا ہے نہ ایطا

ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید
نہیں ہے نام خارستان تعقید

وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش
کہ جس پہ ہے گل مضمون کو نازش

جب ایسا گلشن بیخار دیکھا
لکھوں تاریخ مجکو دھیان آیا

سنا مصراع بلبل کی زبان سے
یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ۱۲۷۲

ایضا

محمود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا
کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو

نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہیں جواب
سحبان لحد میں جا کے نکیون گوشہ گیر ہو

لکھے اے محمد اب سن فصلی کا مادہ
مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۷۳

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید بادیعلی بخود

ہوا طبع مصطفائی میں طبع
کلام آج استاد بیمثل کا

یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کی
کھلا باغ معنی کا اب واہ وا ۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بہجود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے
کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہو
یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزائی وزیر
مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از بہجت نوشت
قالب مطبع چہ جان تازہ از دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان اب متین چھپا
ایک عالم کا دلپذیر یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج
سکہ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ
کہا دیوان بے نظیر یہ ہے

از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل دیکتاے وقت خواجہ وزیر
چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش
زمان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن
اسیر دام مضامین شد ند پیر و جوان
بسال طبع دلم از نسیم ایما کرد
بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع ہر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑھا یہ مرتبہ نظم و نثر پر رشک سحبان کا | ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا

نگاہیں گدگداتی ہیں مے نظارۂ مضمون | ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں | اثر ہر مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا

زبان معترض تاب سخن میں کھل نہیں سکتی | ہوا قفل خموشی نقطہ لبہائے سخندان کا

عیان ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے | لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نے لیے بوسے دہان نکتہ پرور کے | بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ افسون بیتابی | رکھا جمعیت دل نام اجزائے پریشان کا

شکست پائے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی | سر دیوان ہے الحمد للہ تاج قرآن کا ١٢٦٢

ایضاً کہ از حروف منقوطہ مادہ سال ہجری و از غیر منقوطہ سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید رنگ مضامین خیال | شد نقش ارباب فن افسردہ بیدار داد

شد تماشائے تمنا فکر کردم بہر سال | ابر نیسان طبیعت گوہر شہسوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تسلیم گفت | اے کمال فکر برتر رفعت اشعار داد ١٢٦٣ ١٢٦٢

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان سید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ عزیز | بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر | کشد توتیائے بچشم خیال

نوشتہ پے سال او کلک مہر | طلسم مضامین صاحب کمال ١٢٦٢

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر … شد از و لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم … شاهد فکر شاعر کامل ١٢٧٢

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر لیست گلشن ز طبع ١٢٧٢ … سخن فهم عالم ازو کامگار ١٢٧٢
رقم کرده اشرف پی سال ١٢٧٢ … جگر گوشهٔ فکر جای وقار ١٢٧٢

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان … شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سر بلند بسیار ساید … معانی کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور … ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار … بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی … شعاع آفتاب طبع انور ١٢٦٣

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه … بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایما پی سال … بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ١٢٧٢

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ بی بها … چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس … گفت چه گلشن خیال وزیر ١٢٧٢

ازمرزا مچھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شده طبع دیوان استاد کامل	که فکرش چو آئینه صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	ز دریاے طبع وزیر لیست این در

ازوارث علیصاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شده چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہے گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہے اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہے لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہین نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہے نہ اوسکی تحریر کا یارا ہے اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہے بشر تو انسان ہے فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہے گناہ ہے خاموشی بہتر ہے کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہے اور اوسکی نعت کے رمز کون پائے جسکا سایہ تک نظر نہ آئے اگر انصاف فرمایے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہے طبع آزمائی ہے کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کے سر پہ سایہ گستر ہوتا ہے ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہے جب پہلے مرحلے مین بیچارے تو کیا نظر آئے مصلحت یہ ہے اوسپر اور اوسکی آل و اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیڑے مین نہ اوبھے طبیعت سے نہ گڑھے یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور + حبیب علی بیگ سرور + یہی خبر اظہار کرتا ہی + جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر + جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے
کئی برس گذرے ہین کہ سراے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت تحیر و قلق ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دیدہ تھے نہ شنیدہ تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع و ضعدار غیور تھے + نزدیک و دور مشہور
تھے + بظاہر مجمع ہشت تنخواہ + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بگڑا رہا ہی + کہین سے کچھ
معین نتھا بے تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم
ہو گئی + رہ و رسم کم ہو گئی + گوشہ نشینی مین سالہاے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہزار ہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکیا عمداً پریشان
کیا + ان دنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انہون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہنچائین + اور جناب

سید بادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری میں وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں + جوان عمر نافہمیدہ ہیں + اونکی سعی سے بہت ہاتھہ آئیں + جب دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفیٰ خان صاحب مغفور کے صاحبزادے عبد الواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہیں رکھتے طبیعت بہت عالی انتہا سے ذہن رسا ہے + اونکے کارخانے میں یہ دیوان چھپا ہے + کاغذ بہت سفید یہ ہی چہرہ ونکے عارض کا نمونا + سلسل سطروں میں عنبرین مو لیونکی لپٹ سے حسن دونا ہیں السطور کشادہ نہ تنگ کہکشان کا ڈھنگ سیاہی میں یہ چمک کہ ایک عالم روشنائی کہیے + سفید سیاہی میں نور ات کا دھوکا ہے + اور تکلف یہ ہوکہ ہیا نکا چھپا چھپا نہیں سب پہ کھلا ہے + رنگ ڈھنگ سب کچھہ بنا ہے + گو فرمائش و نہیں کو حجی ان میں کل نہیں لیکن اشار میں کل نکل چلی ہے روانی میں کلکل نہیں + اور دونوں مرکے جمع تحریر کیے ہیں خان صاحب شفاقی ہیں آئینہ سکندر کہیے ہیں + خفی جلی و ہر جو کچھہ لکھا جاتا ہے + کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہے سالہا سے دراز تک یہ بدستور رہے گا + اگر حسود پڑھے گا + دردو پڑھے گا + منصف مرحبا کہے گا + وہ جو شاعر کا حاصل ہوا سب دیوان سے پیدا ہے + مزکنا یہ جو چلا ہر شعر میں ہویدا ہے + معانی بندی میں کنجلک نہیں صحت الفاظ اور محاورے میں شک نہیں + ادا بندی کا عالم کچھہ اور ہی + مطلع سے مقطع تک ہر غزل میں ناز و نیاز ٹپکتا ہے جابجا غور ہے + مشکل زمینوں میں طبیعت کا زور آزمایا ہے + صنعتوں کا زور شور دکھایا ہے آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہے + مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہے + جس جگہ طرز عاشقانہ میں منہہ کھولا ہے + بلبل شیراز کا گھر بولا ہے + قند گھولا ہے + سر آفاقی ڈیڑھ دنکی زندگانی اور اس پریشانی میں کیا دلجمعی کا کام کیا + زمانہ جوانی میں پیران جہاں گرد سے زیادہ نام کیا + خلق مروت آشنا سے بامزہ حاضر و غائب ایک سے تھے + اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے + تمام شد

اشتہار یہ دیوان خواجہ وزیر صاحب کا مسمی بدفتر فصاحت داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ کے ہو چکا حسب مراد قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ عیسوی بغیر اجازت مہتمم مطبع کے کوئی نہ چھاپے +

اشتہار

صاحبان مطابع اہل ہند کو اطلاع دیجاتی ہے کہ

دیوان خواجہ وزیر صاحب کا ہماری فہمایش اور سعی سے مدون ہوا ہے

اور حسب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ء داخل بہی خسری گورنمنٹ ہند بھی ہو چکا ہے

لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت ہمارے قصد طبع نہ فرماویں

العبد

محمد عبد الاحد خان